# اخلاقِ حسنہ

اخلاقِ حسنہ کی دعوت و تعلیم بھی قرآن مجید کا خاص الخاص موضوع ہے اور یہ بات صرف عقیدتمندانہ نہیں بلکہ خاص علمی اور تحقیقی بات بھی ہے کہ اخلاق کے بارے میں قرآن مجید کی تعلیم اتنی مکمل، اتنی جامع، ایسی معتدل اور انسانی فطرت کے اس قدر مطابق ہے کہ اگر انسان اس پر عامل ہو جائے اور اپنی زندگی کے اخلاقی پہلو کو قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم و ہدایت کا پابند بنا لے تو وہ اس زمین پر انسان کی صورت میں رحمت کا ایک فرشتہ ہو گا۔

اس کا مکمل نمونہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مشہور ارشاد ہے کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ (آپ کے اخلاق وہی تھے جو قرآن مجید کی تعلیم ہے۔

(مولانا محمد منظور نعمانی)

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ و اصحابہ وسلم لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْھِمْ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّھُمْ غَیْرُہٗ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جس جماعت میں ابوبکرؓ موجود ہوں اس کے لیے زیبا نہیں کہ ان کے سوا کوئی اور امامت کرے۔

صحابہ علیہم الرضوان کا ہر فرد آفتاب و ماہتاب کی مانند ہے تاہم ہر جماعت کی باہمی فضیلت کوئی انوکھی چیز نہیں خود جماعت انبیاء علیہم السلام میں ایسا ہی ہے جیسا تیسرے پارہ کی ابتدائی آیت میں ہے تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ اسی اصول کے پیش نظر حضرات صحابہ علیہم الرضوان میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ اور یہ بالکل بدیہی بات ہے۔

جماعت صحابہ کی باہمی فضیلت سے متعلق ایک بات تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ سورۃ حدید میں ہے کہ "فتح مکہ سے پہلے جن لوگوں نے اللہ کے لیے خرچ کیا وہ اور اس کے بعد خرچ کرنے والے برابر نہیں"۔

"اصحاب شجرہ" یعنی بیعت رضوان میں شریک ہونے والوں کی دوسروں پر فضیلت مسلّم ہے۔ پھر "اصحاب بدر" کو جو قدر و منزلت حاصل ہے وہ دوسروں کو حاصل نہیں اور اس کے بعد عشرہ مبشرہ کی فضیلت امر واقعہ ہے جب کہ ان میں سے خلفاء اربعہ اسی ترتیب سے افضل ہیں جس ترتیب سے وہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ خلفاء اربعہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر و منزلت اور آپ کا مقام سب سے بلند ہے۔ آپ خلیفہ بلافصل ہیں اور جانشین رسولؐ کا سنہری لقب آپ ہی کے لیے زیبا ہے۔ آپ کو سب سے پہلے قبول اسلام کی دولت نصیب ہوئی ہجرت کی رات میں نبی کریم علیہ السلام کی رفاقت نصیب ہوئی جس کا ذکر قرآن عزیز میں سورۃ توبہ میں موجود ہے زندگی کے ہر موڑ پر جس خلوص و ایثار سے آپ نے اپنا سرمایہ و مال نبی کریم علیہ السلام پر اور آپ کے توجہ دلانے پر خرچ کیا اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا ابوبکرؓ کے معاملات اللہ کے سپرد کرتا ہوں وہی انہیں بدلہ دیں گے۔ آپ کو حضور علیہ السلام کے خسر ہونے کا شرف حاصل ہوا اور باہمی تعلق نے ایسا رنگ باندھا کہ صبح قیامت تک قبر میں رفاقت نصیب ہوئی۔

حضرت عائشہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ کے بقول ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیئے گئے ہو۔ اس کے بعد ہی آپ کا لقب عتیق پڑ گیا۔ صدیق بھی آپ کا لقب گرامی ہے جس پر

(باقی ۳۱ پر)

جلد ۲۶ ٭ شمارہ ۴
۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ ٭ ۲۵ جولائی ۱۹۸۰ء

# بلا سُود معیشت

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب نے گذشتہ دنوں "بانی مشرق" عنایت اللہ مرحوم کی برسی کے موقعہ پر لاہور میں جو تقریر کی اس میں انہوں نے کہا:——

کہ پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے جو کوششیں ہو رہی ہیں ان کے لیے صحافیوں پر بھاری ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ اسلامی نظریہ کی کونسل کی زیرِ نگرانی ماہرین معاشیات کے گروپ نے بلاسود معیشت کے نفاذ کے لیے جو رپورٹ تیار کی ہے وہ سود کی لعنت کے خاتمہ کے لیے عالم اسلام میں کی جانے والی تمام کوششوں کے مقابلہ میں ایک زیادہ عالمانہ، تحقیقی اور قابلِ عمل کوشش ہے اور اسے منظرِ عام پر لانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ پاکستان کے مسلمانوں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ سود کی لعنت کو بہت جلد ختم کیا جا سکتا ہے اور اس کی جگہ بلاسود معیشت کا نفاذ کوئی ناممکن کام نہیں...... انہوں نے کہا کہ بلاسود معیشت سے متعلق رپورٹ کی اشاعت بہت ضروری ہے لیکن فی الحال وہ قواعد و ضوابط کی پابندی کی وجہ سے اسے جاری نہیں کر سکتے۔ انہوں نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ اسلامی نظریہ کی کونسل کی سفارشات کو شائع کرنے پر سابقہ حکومت کی عائد کردہ پابندیوں کو ختم کر دیا جائے۔ جونہی یہ پابندی ختم ہو گی وہ بلاسود معیشت سے متعلق اس گرانقدر تحقیقی رپورٹ کو شائع کر دیں گے۔ (مشرق لاہور ۱۲ جولائی)

امروز کے مطابق ڈاکٹر صاحب نے کہا:۔

کہ اسلامی نظریاتی کونسل ایک مشاورتی ادارہ ہے کونسل کے مشوروں پر عمل درآمد حکومت کی صوابدید پر ہے۔ (۱۲ جولائی)

اس شمارہ میں



رئیس الادارہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم:—— میاں محمد اجمل قادری
مدیر:—— محمد سعید الرحمٰن علوی

| بدل | سالانہ/۶۰ روپے ششماہی/۳۰ روپے |
| --- | --- |
| اشتراک | سہ ماہی/۱۵ روپے فی پرچہ ۱/۵۰ روپیہ |

ہم ڈاکٹر صاحب موصوف سے ذاتی طور پر تو واقف نہیں البتہ بعض انتہائی ثقہ اور سنجیدہ قسم کے بزرگوں اور احباب سے ان کے متعلق بڑی اچھی باتیں سُنی ہیں اور ان کی گرانقدر کتاب "مجموعہ قوانین اسلام" کو بنظر غائر پڑھا ہے جس کے مطالعہ سے ان کے متعلق ذہن میں بڑا اچھا تاثر موجود ہے۔ اب وہ سندھ کورٹ کے جج ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین بھی ہیں اور ان کے یہ خیالات ہم نے اسی لیے نقل کئے ہیں تاکہ بات کہنے میں آسانی ہو۔

جہاں تک کونسل کی مشاورتی حیثیت کا تعلق ہے اس کے متعلق ہمیں یاد پڑتا ہے کہ ضیاء گورنمنٹ نے جب یہ کونسل تشکیل دی تو ملک کے مقتدر اور نامور عالم دین حضرت العلامہ السید مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ بھی اس کے ممبر تھے۔ مرحوم نے اپنے علمی رسالہ "بینات" کے ادارتی کالموں میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ صدر محترم نے ابتدائی تقریر میں یہ واضح کر دیا ہے کہ کونسل کی سفارشات فی الفور شائع کر دی جایا کریں گی۔ ہم نے اس وقت بھی اس عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ ایسی شکل میں اسلامی نظام حیات کا دیرینہ خواب جلد ہی شرمندۂ تعبیر ہو جائے گا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بیورو کریسی کے مجتہدین نے سابقہ رویہ اختیار کر لیا ہے جس کی وجہ سے صورتِ حال یہ پیدا ہو گئی ہے حتیٰ کہ کونسل کی محض کارروائیاں اور سفارشات شائع تک نہیں ہوسکتیں۔

رہ گیا بلا سود معیشت کا معاملہ، تو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا ذہن اس معاملہ میں بالکل صاف ہے کہ یہ نظام ہر حال میں قابل عمل ہے۔ اگر صحیح ایمان کی دولت نصیب ہو اللہ پر اعتماد و توکل کا سرمایہ حاصل ہو اور سود کی لعنتوں کے دنیوی اور اخروی نقصانات ہماری نظروں میں ہوں تو صورت حال کی اصلاح بہت آسان ہو جائے گی۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اسلام بطور نعرہ تو ہمیشہ استعمال ہوتا رہا بطور عمل کبھی کسی نے زحمت گوارا نہیں کی۔ کس قدر مقام تاسف ہے کہ ماہرین اقتصادیات کا ۱۵ رکنی پینل جس نے ڈیڑھ سال کی محنت شاقہ کے بعد ۱۱۸ صفحات پر مشتمل بقول ڈاکٹر صاحب "گرانقدر رپورٹ" مرتب کی۔ جس کے نتیجہ میں سودی نظام معیشت کی جگہ بلاسود معیشت کا رواج و نفاذ کوئی مشکل نہیں وہ سرد خانے میں پڑی ہوئی ہے۔

یہ بات غلط نہیں ہو گی اگر ہم حکومت سے یہ کہیں کہ وہ فوری طور پر اس رپورٹ کو منظر عام پر لائے۔ اگر اس میں کچھ سقم ہوں گے تو منظر عام پر آنے کے بعد دوسرے اہل علم و نظر کے مشورہ سے انہیں ختم کرنا آسان ہوگا۔ اس کے بعد عملی اقدام کی صورتیں سامنے آئیں گی اور یوں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے سود جیسے لعنتی نظام کی تباہ کاریوں سے بچ سکیں گے۔

حکومت کو اس معاملہ میں جرأت مومنانہ سے کام لینا چاہیئے ورنہ ایسی شکل میں "اسقام سے پُر" نظام زکوٰۃ کا نفاذ کسی خوبی اور بھلائی کا ذریعہ نہیں بن سکے گا۔ اور "سود زکوٰۃ" کی مکروہ شکل قدرت کے عتاب کا ذریعہ بن جائے گی۔ امید ہے کہ ہماری گذارشات پر ٹھنڈے دل سے توجہ کی جائے گی اور اس معاملہ میں اپنی ذمہ داریوں کو جلد سے جلد پورا کیا جائے گا۔

علی — یکم رمضان ۱۴۰۰

## رویت ہلال کا قصہ

رمضان المبارک کے سلسلہ میں رویت ہلال کمیٹی کے "نابغہ چیئرمین" نے رات ۱۱ بجے تک جس طرح قوم کو کش مکش میں مبتلا رکھا ابھی کے بعد اس کمیٹی کی اصلاح اور ایک بیدار مغز اور فقیہ النفس قسم

کے بزرگ عالم کا بطور چیئرمین تقرر
ازحد لازمی اور ضروری ہے۔ اس دن
کراچی میں قریباً سات بج کر چالیس
منٹ پر (دو چار منٹ کم و بیش)
سورج غروب ہوا اس وقت سے
رات ۱۱ بجے تک یہ تماشہ کسی طرح
قابل معافی نہیں ــ حکومت نے رویت
ہلال کمیٹی کے ممبران اور چیئرمین کو
جو سہولتیں دے رکھی ہیں ان کے
ہوتے ہوئے اس قدر تاخیر غفلت و
تساہل کا مظاہرہ ہے۔ حکومت
کو اس کمیٹی کی از سر نو تشکیل کی طرف
فوری توجہ دینی چاہیے۔ اور اس میں
ٹھوس اہل علم کو شامل کرنا چاہیے۔
تاکہ آئندہ اس قسم کا المیہ رونما
نہ ہو۔

## احمد بن بیلا

الجزائر کے مسلمانوں نے جس
طرح آزادی کی جنگ لڑی وہ ایک
عظیم داستان ہے اس جنگ کی جن
لوگوں نے قیادت کی ان میں احمد بن
بیلا کا نام بھی شامل ہے۔ موصوف
ایک بیدار مغز اور ابھرتے ہوئے
مسلمان قائد تھے جو حوادثِ روزگار
کا شکار ہو کر ایک عرصہ سے
قیدی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ پچھلے
دنوں ان کی رہائی کا امکان سامنے
آیا لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔
اور آپ تادم تحریر نظر بند ہیں۔
ہمارے سامنے اس وقت ان کا ایک
انٹرویو ہے جو ان کی دوبارہ اور
حالیہ گرفتاری سے قبل فرانس کے
معروف اخبار "لی فگارو" کو دیا گیا
اس میں موصوف نے بتایا کہ ان کے
اقتدار کے آخری دنوں میں الجزائر
میں مسلم وزرائے خارجہ کی جو کانفرنس
منعقد ہونے والی تھی اس میں وہ ایک
اہم اعلان کرنے والے تھے کہ ان کی
حکومت کا تختہ الٹ دیا اور الٹنے
والے وہی تھے جو خدا و مذہب بیزاری
کی لایعنی اور بے ہودہ تحریک کے علمبردار
اور نام لیوا تھے۔ انہوں نے اپنے
انٹرویو میں کہا:۔

کہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں
کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ میرے آئیڈیل ہیں اور میں
ان ہی کے نقش قدم پر چلتے
ہوئے ایک ایسی اسلامی مملکت
قائم کرنے کے لیے اقدامات
کر رہا تھا جو پورے عالم
اسلام میں ایک مثالی مملکت
ہو ـــــــ

انہوں نے روس اور امریکہ
دونوں کے متعلق مومنانہ بصیرت سے
یہ بات کہی کہ "یہ دونوں اندر اندر
ایک دوسرے سے مل کر چلتے ہیں۔
بالخصوص ترقی پذیر اور مسلم ملکوں کے
بارے میں ان کی پالیسی میں کچھ زیادہ
فرق نہیں" انہوں نے الجزائری
مجاہدین کی کامیابی کو "نظریہ اور مقصد"
کی کامیابی قرار دیا۔ اور آگے چل کر
کہا کہ "الجزائر بنیادی طور پر ایک
مسلم ملک ہے اسے بہرحال اسلامی
ملک میں تبدیل ہونا ہے" انہوں
نے اپنی نظربندی کے زمانہ کا ذکر
کیا اور کہا کہ میرا زیادہ وقت
مطالعہ میں گذرا۔ بیرونی دنیا سے
مکمل انقطاع تھا لیکن میں نے حوصلہ
نہیں ہارا اور مایوسیوں میں اللہ کی
عظمت کے احساس نے مجھے سنبھالا
دئے رکھا۔ انہوں نے کہا کہ روس
میرا تختہ الٹنے میں کامیاب ہو گیا
لیکن اس کے باوجود وہ اور اس کے
ساتھی الجزائر کے مجاہد مسلمانوں کو
اسلام سے منحرف نہ کر سکے اور نہ
انہیں اسلام کے خلاف اقدامات کی
جرأت ہو سکی۔ اخبار کے مطابق موصوف
اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔
تاکہ چودھویں صدی کے آخری حج
کے موقعہ پر مکہ معظمہ میں فریضۂ حج
کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک
کی اہم شخصیات سے مل سکیں۔ اخبار
کے مطابق انہوں نے گفتگو یہاں
سے شروع کی۔

"اگر مسلمان اپنے جذبہ میں
صادق اور ایمان میں پختہ
ہو تو ہزاروں ایٹم بم بھی
ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"۔

ہم نے اس انٹرویو کو
پڑھا تو ہمارا دل اس عظیم مجاہد
انسان کے لیے پسیج گیا جس کی زندگی
کا طویل حصہ اسی طرح نظربندی

(باقی ۷ پر)

ضبط و ترتیب: فاروقی

# خطبہ جمعہ

# روزہ ہر قسم کی نافرمانی اور برائی سے اجتناب کا نام ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ـ امابعد
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۰ ایاما معدودات ـ
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ
صدق اللہ وصدق رسولہ النبی الکریم۔

محترم حضرات! گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں اسی آیت کریمہ کے ضمن میں رمضان المبارک کے روزوں کے متعلق چند بنیادی باتیں بیان کی گئی تھیں، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز اور زکوٰۃ کی طرح مسلمانوں کے لئے روزہ بھی اہم فرض کی حیثیت رکھتا ہے، احادیث مبارکہ میں اس کی برکات کی تفصیل موجود ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے "کہ انسان کے نیک عمل کا ثواب اس طرح زیادہ کیا جاتا ہے کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ تو خاص میرے لئے ہے اس لئے میں ہی اس کی جزا دوں گا، روزہ دار اپنی خواہشات اور کھانے کو صرف میری خوشی کے لئے چھوڑتا ہے"

اور روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں، ایک خوشی روزہ کے افطار کے وقت، اور دوسری اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی،

اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

اور روزہ ڈھال ہے کہ اس کے ذریعہ بندہ دنیا میں شیطان کے شر اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے محفوظ رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں رمضان کے روزوں کے تین مقاصد بیان فرمائے ہیں، ان میں سے پہلا مقصد یہ ہے لعلکم تتقون "تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ"۔

تقویٰ جو روزے کا مقصد اور قرآن کی رو سے اللہ کے ہاں عزت وعظمت کا واحد معیار ہے اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک رمضان المبارک کا صحیح احترام کرنے کے ساتھ ساتھ روزے کے لئے شریعت کی عائد کردہ تمام پابندیوں کا لحاظ نہ رکھا جائے"۔

اگر احادیث میں مذکور ان تمام پابندیوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا مہینہ درحقیقت مسلمان کی عملی زندگی کی تربیت کا مہینہ ہے کہ آپ اپنے شب و روز اس طرح گذارنے پڑتے ہیں کہ کسی بھی قول یا عمل سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہونے پائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ
من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ۔

یعنی جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنے اور برائی کے کام کرنے سے باز نہیں آتا تو حق تعالیٰ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ جب تک انسان
روزے کی حالت میں ہر قسم کی برائی اور
گناہ کے عمل سے اجتناب نہیں کرتا اسے
روزے کا صحیح فائدہ حاصل نہیں ہوتا
اسی طرح ایک اور جگہ حضور علیہ السلام نے
فرمایا کہ :- فاذا کان یوم صوم
احدکم فلا یرفث ولا یصخب
فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل
انی امرء صائم
کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اسے
چاہئے کہ وہ نہ تو فحش گفتگو کرے
اور نہ بیہودگی سے چلائے اور اگر کوئی
اس کو برا بھلا کہے یا کوئی اس سے لڑنے
کا ارادہ کرے تو وہ اس سے کہہ دے
کہ میں تمہاری گالی گلوچ اور لڑائی کا
کوئی جواب نہ دونگا کیونکہ ) میں روزہ
دار ہوں )

یعنی روزہ دار پر شریعت کی طرف سے
پابندی ہے کہ وہ خود کسی برائی میں پہل
کرے اور نہ ہی کسی برائی کا جواب برائی
سے دے۔

امام غزالی رح نے احادیث کی روشنی میں
لکھا ہے کہ روزہ یہ ہے کہ اپنے اعضاء
کو نہ صرف کھانے پینے اور جماع سے بچائے
بلکہ اس کے علاوہ بھی تمام ناشائستہ امور
سے محفوظ رکھے، چنانچہ آنکھ کو خدا کی نافرمانی
اور شہوت انگیز چیزوں کی طرف دیکھنے سے، زبان
کو بیہودہ وفحش گوئی اور بے فائدہ باتوں
سے، کانوں کو شرعاً ناجائز اور فحش باتوں
کے سننے سے، دوسرے تمام اعضاء
کو ناشائستہ اور غیر اخلاقی حرکات سے
اور پیٹ کو حرام اور مشتبہ اشیاء کے
کھانے سے بچانا انتہائی ضروری ہے
اس کے بغیر روزہ کے فوائد حاصل نہیں
ہو سکتے، کہ حضرت انس رض سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ پانچ چیزیں روزہ کو توڑ دیتی ہیں،
(۱) جھوٹ (۲) چغلی (۳) نکتہ چینی
(۴) جھوٹی قسم (۵) شہوت بھری نگاہ

## ایک قابل توجہ حدیث

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ مدینہ
شریف میں دو عورتوں نے روزہ رکھا لیکن
پیاس کی شدت کی وجہ سے ان کی جان
کا خطرہ لاحق ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روزہ کھولنے کی اجازت کی طلب
گار ہوئیں آپ نے ایک پیالہ ان کے پاس
بھجوایا کہ اس میں قے کر دیں انہوں نے
قے کی تو دونوں کے حلق سے جمے ہوئے
خون کے ٹکڑے برآمد ہوئے لوگوں کو
بے حد تعجب ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا، ان دو عورتوں نے اس چیز
سے روزہ رکھا جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا
تھا لیکن پھر اس چیز سے توڑ ڈالا جسے اللہ
نے حرام قرار دیا تھا یعنی غیبت میں مشغول
ہو گئیں

حضرات محترم ! روزہ کے متعلق ان
احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
روزہ صرف کھانے پینے اور مباشرت
سے رک جانے کا نام نہیں بلکہ اس کا مفہوم
اس قدر وسیع ہے کہ جب تک انسان ہر قسم
کی برائیوں سے اجتناب اور خدا تعالیٰ کی
نافرمانی کے تمام کاموں سے پرہیز کر کے
روزے سے شریعت کے مطلوبہ تقاضوں
کو پورا نہ کرے وہ خدا تعالیٰ کے ہاں ہرگز
صحیح اجر و ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا
ہماری حالت تو یہ ہے کہ روزہ رکھ کر
جھوٹ، غیبت، بدگوئی، ایذاء مسلم اور
ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا رہتے ہیں تو پھر
تقویٰ کیسے پیدا ہو،

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ
ہمیں روزے کی تمام پابندیوں کا لحاظ
رکھ کر پوری زندگی کے لئے شریعت
کے مطابق زندگی گذارنے کی اعلیٰ صحیح تربیت
لینے کی توفیق نصیب فرماوے ـــ

وما علینا الا البلاغ

بقیہ : شذرہ

کا شکار ہو گیا اور بڑے ہی محتاط
انداز سے ہم مسلم برادری کے
اہم رکن الجزائر کی حکومت سے
درخواست کریں گے کہ وہ کشتۂ
اعداء "بن بیلا" کو باہر لا کر اپنے
سینہ سے لگائیں اور انہیں ملت
اسلامیہ کی نشأۃ ثانیہ میں اپنا
کردار ادا کرنے کا موقع دیں۔
والسلام۔

رمضان المبارک کے بعد
۲۱ر اگست
کو انشاء اللہ مجلس ذکر اور آیت کریمہ ہوگی

# مصیبتوں سے نجات کا نسخہ

مجلسِ ذکر، واہ کینٹ

منعقدہ ۲۹ جون ۱۹۸۰ء

از: صوفی محمد یونس صاحب

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: ——

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ (الشوریٰ ۳)

ترجمہ: اور تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تو تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

## رمضان اور مجلسِ ذکر

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ نے ہم سب کو آج پھر مل بیٹھ کر اپنے ذکر کی توفیق نصیب فرمائی۔ یہ مجلس جاری تقریباً ڈیڑھ مہینے کے بعد منعقد ہوئی اور اگلی مجلس بھی شاید دو مہینے کے بعد منعقد ہو۔ اس لیے کہ آگے رمضان شریف آ رہا ہے۔ رمضان شریف میں یہ مجلس منعقد نہیں ہوتی۔ اور جتنے بھی کام ہیں سب ہو سکتے ہیں۔ درس و تدریس کا کام ہو سکتا ہے۔ جلسے کا کام ہو سکتا ہے، وعظ و نصیحت کی باتیں بھی ہو سکتی ہیں اور تبلیغ کے کام ہو سکتے ہیں کیونکہ اُن سب کاموں کا تعلق دن کی روشنی کے ساتھ ہے۔ ہمارے حضرت دامت برکاتہم لاہور میں دورۂ تفسیر کراتے ہیں۔ صبح سے لے کر شام تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور جمعہ کا دن آئے تو کوئی تقریر ہو، جلسہ ہو، جمعے کے دن ہو سکتا ہے لیکن اس ذکر کی ایک خصوصیت ہے کہ یہ ذکر کی مجلس اندھیرے میں منعقد ہوتی ہے یا مغرب کے بعد ہو سکتی ہے یا عشاء کے بعد ہو سکتی ہے یا تہجد کے وقت ہو سکتی ہے۔ تین ہی اس کے لیے اوقات مناسب ہیں۔ چونکہ رمضان شریف میں مغرب کے وقت پر تو افطاری کرنی ہوتی ہے۔ پھر کھانا کھانا، پھر عشاء کی تیاری، تراویح آ گئی اور تراویح کے بعد بہت دیر ہو جاتی ہے، تو یہ مجلس پھر رمضان شریف میں منسوخ ہی رہتی ہے۔ پھر شوال سے شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کے لیے اندھیرے کا ہونا لازمی ہے۔ چونکہ یہ مجلس رمضان شریف میں نہیں ہوتی اس لیے احباب کو چاہیے جن کو اللہ کے نام اور ذکر کا شوق ہے کہ رمضان شریف میں اس ذکر کو روزانہ کریں۔ عشاء کی نماز کے بعد کریں، تہجد کے وقت کریں۔ جو بھی موقع ملے۔ اس مجلسِ ذکر کو انفرادی طور پر اپنے اپنے گھروں میں، اپنے بیوی بچوں کو بٹھا لیں، دوست احباب کو بٹھا لیں مگر ذکر ضرور کریں۔ رمضان شریف میں ذکر کی برکات بھی زیادہ نصیب ہوں گی۔ اس لیے کہ یہ مہینہ اتنی برکتوں والا ہے کہ اس میں نفلی عبادت کا فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔ تو ذکر کا خدا جانے خدا کتنا اجر دے گا، کتنا ثواب دے گا اور کیسے اثرات اور کیسی برکات سے نوازے گا۔ اس لیے کوشش یہ کرنی چاہیے کہ رمضان شریف میں روزانہ اس ذکر کو کیا جائے۔ انفرادی طور پر اپنے اپنے گھروں میں

اس کو کیا جائے۔

## مصائب اور غم

میں نے آپ کے سامنے ایک آیت جو چھوٹی سی پڑھی ہے اس کا مطلب یہ ہے، کہ کوئی مصیبت، کوئی تکلیف، کوئی آفت تمہیں نہیں پہنچتی مگر وہ ردِّ عمل ہوتا ہے اپنے ہاتھوں کی کمائی کا۔ جو بوؤگے سو دنیا میں بھی کاٹوگے، آخرت میں تو ضرور کاٹوگے۔ کچھ اس کا بدلہ دنیا میں بھی چکھوگے، اس کے کچھ اثرات دنیا میں بھی دیکھوگے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو تو نظرانداز ہی کر دیتے ہیں۔ ان پر گرفت کرتے ہی نہیں۔ اس کو پکڑتے ہی نہیں، اس پر مصیبتیں ڈالتے ہی نہیں۔ معاف کرتے چلے جاتے ہیں۔ اتنی گرفت اس پر نہیں کرتے۔ گرفت تب آتی ہے جب انسان بالکل جامے سے نکل جائے اور وہ حدود سے تجاوز کر جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی گوشمالی کے لیے ذرا اُس کو جھنجھوڑتے ہیں تاکہ بندہ رجوع کرے، توبہ کرے، استغفار کرے، معافیاں مانگے۔ جو زندگی میں اس نے اللہ کی نافرمانیاں کی ہیں یا بندوں کے حقوق کو پامال کیا ہے۔ وہ اُن سے رجوع کرکے اپنے آپ کو بچائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ آسانی بھی کرتے ہیں۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ انسان اگر مصیبت میں پھنس بھی جائے تو یہ نہ سمجھے کہ اس سے اللہ چھٹکارا ہی نہ دے گا۔ زندگی تو نام ہی مصیبتوں کا ہے۔ کسی نے یہ کہا ہے: ؎

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

جب تک زندہ رہے گا غموں سے جان چھوٹے گی نہیں۔ اور جب دنیا سے رخصت ہو جائے گا اگر ایمان کے ساتھ گیا پھر تو بچ جائے گا ورنہ دوسرے غم شروع ہو جائیں گے۔ اللہ نہ کرے۔ وہ وقت نہ لائے۔

## غموں کا علاج

اس کا علاج قرآن میں ہے۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "غموں سے نجات حاصل کرنے کا نسخہ" اس عنوان کے ماتحت اکثر فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے اس کا ایک ہی نسخہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ذکر کثرت سے کیا جائے۔ اللہ کے ذکر کی برکت سے دل کو سکون ہوتا ہے۔ غم غلط ہوتے ہیں اور غم کا اثر نہیں ہوتا دل پر۔ غم کی تعریف یہ ہے کہ انسان کا دل متفکر رہے، متاثر ہو، مغموم رہے خوشی نہ اس کو حاصل ہو۔ باوجود خوشی کے بھی خوشی نہ ہو، بیٹے کی شادی ہے، بیٹی کی شادی ہے اور کوئی خوشی کا موقع ہے لیکن دل اس کا خوش نہیں ہے اوپر اوپر سے خوش ہے، اندر کام خراب ہے۔ فکر اور غم اس کو کھائے جا رہے ہیں۔ تو اس سے نجات پانے کے لیے فرمایا کہ ذکر کثرت سے کرو۔ اس سے انسان کو خوشی نصیب ہوتی ہے۔ زمین کے اندر ہوگا تب بھی خوش ہوگا، زمین کے نیچے جائے گا (قبر میں) تب بھی وہاں بھی خوش ہوگا۔ قیامت کے دن بھی ہنستا ہوا جنت میں داخل ہوگا ——— ذکر کی بڑی برکات ہیں۔

## تعلق مع اللہ کی برکات

ایک بات مجھے یاد آئی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں افلاطون گذرا ہے حضرت قاری طیب صاحب دامت برکاتہم نے کسی جگہ اس واقعہ کو اپنی تقریر میں بیان کیا۔ بڑی عجیب بات فرمائی۔ فرماتے تھے کہ ہم تو سوچتے تھے پتہ نہیں افلاطون کیسا بندہ ہوگا اور ہمارے ہاں مثل بھی ہے کہ "بڑا افلاطون

بنا پھرتا ہے"۔ اس سے متکبر اور مغرور شخص کی بو آتی ہے۔ کہیں ایسی بات نہیں۔ فرماتے ہیں وہ بڑا نیک اور دانشور آدمی تھا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں وہ گذرا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک بات کی۔ کہنے لگا۔ حضرت! ایک سوال ہے میرا جس کو میں لے کر بڑی دور دور گیا، بڑے بڑے علماء، صلحاء، دانشوروں، حکیموں فلسفیوں کے پاس پہنچا مگر مجھے اس کا شافی جواب کوئی دے نہیں سکا۔ میری تسلی نہیں ہوئی۔ مجھے امید ہے آپ اس سوال کا صحیح جواب دیں گے۔ میری تسلی کرا دیں گے، آپ کے چہرے سے پتہ چلتا ہے"۔ —— اللہ کے نور سے انوار جو تھے —— موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا "کیا سوال ہے؟" عرض کی کہ "سوال یہ ہے کہ اگر آسمان کی کمان بنا دی جائے اور مصیبتوں کے تیر بنا دیئے جائیں، کوئی مصیبت کسی کی، کوئی پریشانی کی، کوئی تنگدستی کی، کوئی بے روزگاری کی، کوئی بے اولادگی کی، کوئی کسی کی لڑائی، فساد، بے شمار، کوئی تیر کسی مصیبت کا کوئی کسی کا۔ مصیبتوں کے تیر بن جائیں، آسمان کی کمان بن جائے، چلانے والے اللہ تعالیٰ اور وہ برسیں زمین پر، بندوں پر، تو بچنے کی کیا صورت ہے؟ کیسے انسان بچ سکتا ہے ان غموں، مصیبتوں اور آفتوں سے؟" بظاہر تو کوئی کہے گا نہیں بچ سکتا۔ مکان میں جائے، کوٹھے میں جائے۔ جب اللہ تعالیٰ چلائیں گے تو وہاں بھی گھس جائیں گے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "یہ تو بڑا ہی آسان کام ہے کوئی مشکل نہیں ہے یہ کام"۔ اس کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے کہا "پھر بتائیے اس کا کیا علاج ہے؟ کیسے انسان اس سے نجات حاصل کرے؟" آپ نے فرمایا۔ "جو تیر چلانے والا ہے اس کے دامن کے ساتھ جا کر لپٹ جاؤ، پھر تیر اوپر سے گذرے گا، اندر نہیں آئیگا لگے گا نہیں" —— تو دامن سے پھر کیا مطلب؟ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ اللہ کی معیت حاصل ہو جائے گی، اس کے دامن سے چمٹ جاؤ گے۔ جو تکلیفیں، مصیبتیں آئیں گی وہ اثر نہیں کریں گی، آئیں گی جیسے موجیں آتی ہیں سمندر میں۔ اور جہاز اوپر سے گذر جاتا ہے۔ اور غرق نہیں ہوتا۔ آخر مصیبتوں تکلیفوں کے تلاطم بھی آئیں گے تو بندے کے دل پر اثر نہیں پڑیگا بندے کا دل پُرسکون رہے گا خوش رہے گا اور اس کو سکون نصیب ہوگا اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ٥ (الرعد ۲۸) یاد رکھو اللہ کی یاد سے، خدا کے ذکر سے انسانوں کے دل اطمینان پاتے ہیں۔ سکون حاصل ہوتا ہے۔ نسخہ تو یہی ہے جو قرآن نے بیان کیا، جو ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ اور بڑی تفصیل کے ساتھ کھول کر بیان فرمایا۔

## ایک بنگالی کو حضرتؒ کی نصیحت

مجھے ایک اور بات یاد آئی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک بنگالی طالب علم تھا۔ وہ دورۂ تفسیر کے لیے آیا ہوا تھا میں ایک طرف کھڑا تھا تو وہ کچھ عرض کر رہا تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں۔ اس نے کہا کہ ہمارے بڑے تنگ دست ہیں غریب ہیں، پریشان ہیں، میرے بھائی، بیٹیاں جوان ہیں، بہت کچھ کہا اس نے۔ بڑی مصیبتیں بتلائیں۔ حضرتؒ سنتے رہے اور میں بھی سن رہا تھا۔ سمجھ رہا تھا، وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اب میں سوچ رہا تھا کہ حضرت کیا اس کا علاج بتلائیں گے؟ اس نے کوئی ایک مصیبت بتائی ہے؟ اس نے تو مصیبتوں کے پل باندھ دیئے ہیں۔ اتنی مصیبتیں اس نے رو دیں کہ حد کر دی، کوئی چھوڑی ہی

نہیں مصیبت، الف سے لے کر
ی تک ساری مصیبتیں بیان کیں
کوئی دس منٹ لگائے اس نے
مصیبتیں سنانے سناتے۔ تو حضرتؒ
نے ایک ہی جواب دیا۔ مجھے
ابھی تک الفاظ یاد ہیں حضرت
رحمۃ اللہ علیہ کے، میرے کانوں
میں ویسے ہی گونج رہے ہیں ــــ
فرمایا۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا، اُذْکُرُوا
اللّٰہَ کَثِیْرًا، اُذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا
تین دفعہ فرمایا۔ اللہ کا ذکر کثرت
سے کیا کرو سب مصیبتیں عنقا
ہو جائیں گی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا اور وہ بندہ بھی خوش
ہو گیا۔ کاش! ہمیں کچھ اور حضرتؒ
کی صحبت نصیب ہوتی لیکن ہماری
بدنصیبی ہم فیض حاصل کچھ بھی
نہ کر سکے، کچھ حاصل کرنے والے
بہت کچھ لے گئے مگر ہم تو خالی
ہی رہے۔ امید نہیں تھی کہ اتنی
جلدی ہم یتیم ہو جائیں گے۔ بہت
جلد حضرتؒ سے ہمیں جدا ہونا پڑا
جو وہ مجالس تھیں وہ اب ہمیں
نظر نہیں آتیں اور نہ کہیں نگاہ
ہماری ٹکتی ہے ــــ بزرگان دین سے
موجود ہیں، انکار نہیں لیکن اس
درجے کے نہیں۔ میری گھروالی
کل پرسوں ہمارے ہاں ایک بات
ہوئی تو وہ کہہ رہی تھی کہ اس
وقت مجھے بھی ہوش نہیں تھا
لیکن اب میں سمجھتی ہوں کہ اُن
جیسی بزرگ ہستی دنیا میں شاید
ہی پیدا ہو قیامت تک کے لیے،
میری گھروالی کا یہ عقیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو
اُن کے فیوض حاصل کرنے کی توفیق
نصیب فرمائے۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ
جب ہم گھر میں اپنے حضرت
رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہیں
تو اس وقت بھی فیض آتا ہے
بزرگوں کی باتیں کرنے سے بھی
دل متاثر ہوتا ہے اور ہمارے گھر
میں رقت طاری ہو جاتی ہے بات
کرتے کرتے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ
علیہ کی بات کی تو ان پر رقت
طاری ہو گئی تو میں نے اُن سے
کہا گھروالی سے، میں نے کہا تم
مجلس ذکر کی کتاب لے کر بچوں کو
بٹھا کر سنایا کرو۔ کہنے لگی ہاں
واقعی آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ جب
میں حضرتؒ کی بات کرتی ہوں میری
آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

## دُعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو
اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق
نصیب فرمائے اور اللہ ہمارا خاتمہ
ایمان کامل پر فرمائے۔ اس دور
کے فتنوں سے اللہ ہم سب کو
بچائے۔ آمین!
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

# تین حادثات

گذشتہ ہفتہ مسجد صحابہ کرامؓ راوی روڈ
لاہور کے خازن اور حضرت لاہوری قدس سرہ
کے دیرینہ خادم بھائی حسن صاحب کا ۱۸ سالہ
نیک و صالح بچہ اچانک اللہ کو پیارا ہو گیا۔
ــ اس کے دو ایک دن بعد شیرانوالہ
میں خدام الدین کے پرانے اور مخلص حاجی
حفیظ صاحب کا قریب قریب اسی عمر کا
بھتیجہ اپنے والدین کو داغ مفارقت
دے گیا،
اور پھر پنڈی سے یہ اندوہناک خبر آئی
کہ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کے عاشق
زار مولوی محمد صادق صاحب بٹ مرحوم
و مغفور کے اکلوتے فرزند حافظ حامد صاحب
ایڈووکیٹ چل بسے ــ

انا للہ وانا الیہ راجعون

تینوں اموات نے دل مضطر کو ہلا کر رکھ
دیا، مرضی مولیٰ کے سامنے کسی کا بس نہیں
چلتا۔ ادارہ ہر سہ حضرات کیلئے
مغفرت ورفع درجات کے ساتھ ان
کے لواحقین و پسماندگان کے صبر کیلئے
دعا گو ہے اور اپنے قارئین سے بھی دعا
کی درخواست کرتا ہے۔

غمزدہ
کارکنان خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

**خط و کتابت کرتے وقت**
خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ادارہ

(آخری قسط)

# فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

طالب ہاشمی

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رض آسمانِ فضائل و مناقب کے مہر عالمتاب تھے، سبقت فی الاسلام، تحمل شدائد، حب رسول، شوق جہاد، شغف قرآن تبحر علم، زہد و اتقاء، علم و انکسار، صبر و استغناء، اور تفقہ فی الدین ان کے صحیفہ حیات کے نمایاں ابواب ہیں انہوں نے اس وقت لوائے توحید کو تھاما جب مشرکین قریش اہل حق کے خون کے پیاسے تھے، مدتوں راہِ حق میں طرح طرح کے روح فرسا مظالم سہتے رہے یہاں تک کہ وطن اعزّ کو خیر باد کہہ کر حبش کی غریب الوطنی اختیار کی، حبش سے مدینہ آئے تو بدر سے تبوک تک ہر موقع پر اپنے خلوص اور جانبازی کے جوہر دکھائے، سرور کونین سے محبت اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ امن ہو یا جنگ، سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت۔ وہ اکثر بارگاہ نبوت میں حاضر رہتے تھے، اس طرح ایک طرف تو فیضانِ نبوی سے بہرہ یاب ہوتے تھے تو دوسری طرف حضور کی والہانہ خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ ہم یمن سے مدینہ آئے تو ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کثرت سے آتے جاتے دیکھا کہ ہم مدت تک یہی گمان کرتے رہے کہ وہ (عبداللہ) حضور کے گھر کے فرد ہیں

فی الحقیقت حضرت عبداللہ بن مسعود رض سرور عالم ص کے خدام خاص میں شامل ہو گئے تھے، وہ حضور کا بستر بچھاتے تہہ کرتے، تازہ مسواک لا کر پیش کرتے، حضور کو وضو کراتے، آپ کی سواری کی باگ تھامتے، غرض انہیں دربار رسالت میں اختصاص اور تقرب کا درجہ حاصل ہو گیا تھا اور وہ صاحب النعل، صاحب الوسادہ، صاحب المطہرہ (جوتے والے تکیہ والے، اور وضو والے) کے القاب سے مشہور ہو گئے تھے، رحمت عالم ص کے نزدیک ان کی کیا قدر و قیمت تھی اس کا اندازہ طبقات ابن سعد کی اس روایت سے کیا جا سکتا ہے، ایک دن رسول اکرم ص ابن مسعود رض اور کچھ دوسرے صحابہ کے ہمراہ جنگل میں تشریف لے گئے، حضرت ابن مسعود رض حضور کے لئے مسواک توڑنے کے لئے پیلو کے ایک درخت پر چڑھے ان کی تپلی تپلی ٹانگیں دیکھ کر صحابہ کرام ہنسنے لگے، حضور کو ان کی ہنسی پسند نہ آئی اور آپ نے فرمایا، "تم ابن ام عبد کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو، حالانکہ یہی ٹانگیں حشر کے دن میزان عدل میں کوہِ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی"

علم و فضل کے اعتبار سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا شمار اساطین امت میں ہوتا ہے وہ ان چند فاضل صحابہ میں سے تھے جنہیں رسول اکرم کے بعد قرآن کا سب سے بڑا عالم تسلیم کیا جاتا تھا، خود حضرت ابن مسعود نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن حکیم کی ستر سورتیں خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر یاد کر لی تھیں اور قرآن کی ہر آیت کے بارے میں مجھے علم ہے کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور اس کی شانِ نزول کیا تھی،

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک موقع پر خود رسالت مآب نے لوگوں سے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود رض، سالم مولیٰ ابو حذیفہ رض، معاذ بن جبل رض اور ابی بن کعب رض،

حضرت عمر فاروق رض ابن مسعود کے تبحر علمی کے نہایت قدر دان تھے، وہ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ "کنیف ملئ علماً" ایک ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک موقع

پر فرمایا کہ عبداللہ بن مسعود قرآن کے قاری
دین کے فقیہ اور سنت کے عالم تھے۔
حضرت ابو موسیٰ اشعری رض فرمایا کرتے تھے کہ
جب تک ہم میں عبداللہ ابن مسعود رض جیسا متبحر
عالم موجود ہے مجھ سے کوئی مسئلہ دریافت
نہ کرو، حضرت ابو مسعود بدری رض کہا کرتے
تھے کہ میں نہیں جانتا، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد عبداللہ بن مسعود رض سے بڑھ
کر کوئی قرآن کا عالم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رض کو اللہ تعالیٰ
نے حسن قرأت سے بھی نوازا تھا ایسی خوش
الحانی اور سوز کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت
کرتے تھے کہ در و دیوار وجد میں آجاتے تھے
ایک دن وہ نماز میں، سورۃ نساء تلاوت
کر رہے تھے کہ سرور عالم، صدیق اکبر اور
فاروق اعظم رض کی معیت میں مسجد تشریف
لائے اور ان کے انداز تلاوت سے اس
قدر مسرور ہوئے کہ جب وہ نماز سے
فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قرآن کو اسی طرح
تر و تازہ پڑھ سکے جس طرح وہ نازل
ہوا ہے تو وہ قرأت میں ابن ام عبد کی
کی تقلید کرے"

ایک اور موقع پر رحمت عالم ص نے حضرت
عبداللہ بن مسعود رض سے سورۃ نساء پڑھوا کر
سنی تو شدت تاثر سے آپ کی آنکھیں نم
ہو گئیں۔

تفسیر قرآن میں انہیں یہ کمال حاصل تھا
کہ کسی سے کوئی حدیث صحیح سنتے تو لبا او
اس کی تائید میں قرآن کریم کی آیت پڑھ دیتے
تفسیر اور حدیث کی کتابوں میں بے شمار
ایسی روایتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو
علم قرآن کے ساتھ غیر معمولی حافظہ اور
ذہن رسا بھی عطا فرمایا تھا

حضرت عبداللہ بن مسعود رض روایت
حدیث میں بے حد احتیاط سے کام لیتے
تھے، انہیں ہر لحظہ یہ خوف دامن گیر رہتا
تھا کہ حدیث بیان کرتے وقت کوئی ایسا
لفظ زبان سے نہ نکل جائے جو حضور نے
نہ فرمایا ہو، حدیث روایت کرتے وقت
بڑے مؤدب انداز میں بیٹھتے اور ایک
ایک لفظ ایسی احتیاط کے ساتھ زبان
سے نکالتے گویا ذمہ داری کے بوجھ سے
دبے جا رہے ہوں، مسند احمد بن حنبل میں
ہے کہ ایک دفعہ ایک حدیث بیان کرنے
کے بعد متبسم ہو گئے، پھر لوگوں سے فرمایا
تم نے پوچھا نہیں کہ میں کیوں مسکرایا؟
لوگوں نے کہا، آپ ہی فرمائیے، ارشاد ہوا
اس لئے کہ اس موقع پر خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح تبسم فرمایا
تھا"، ان کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ حدیث
بیان کرتے ہوئے قال قال رسول اللہ"
کے الفاظ زبان سے نکالنے سے حتی الوسع
احتراز کرتے تھے اگر کبھی یہ الفاظ زبان
سے نکل جاتے تو جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی
اور فرماتے حضور نے اسی طرح فرمایا تھا
یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ
یا اسی کے ہم معنی الفاظ ارشاد فرمائے تھے
طبقات ابن سعد میں مشہور تابعی حضرت
عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ ایک
مرتبہ پورے ایک سال تک میرا یہ معمول
رہا کہ ہر جمعرات کو حضرت عبداللہ بن مسعود کی
خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کسب فیض
کرتا اس مدت میں سوائے ایک موقع کے
میں نے کبھی حضور کی نسبت کوئی بات کرتے نہیں
سنا۔ اس موقع پر اتفاق سے ان کی زبان سے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقرہ نکل
گیا اس وقت ان کے بدن پر رعشہ طاری
ہو گیا، ماتھے پر پسینہ آگیا، رگیں پھول گئیں
اور آنکھیں پر آب ہو گئیں۔ بایں ہمہ احتیاط
و خوف ابن مسعود رض حضور ص کے ارشادات
کو امت تک پہنچانا اپنا فرض منصبی سمجھتے
تھے چنانچہ ان سے ۸۴۸ احادیث مروی
ہیں ان میں ۶۴ متفق علیہ ہیں ۲۱ میں
بخاری اور ۳۵ میں مسلم منفرد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رض نے سالہا سال
تک مسلسل بارگاہ نبوت سے براہ راست
کسب فیض کیا تھا چنانچہ وہ احکام شریعت
کی معلومات کا ایک بحر زخار بن گئے تھے
ان کا شمار فقہائے صحابہ کے طبقہ مکثرین
میں ہوتا ہے یعنی وہ صحابہ جن سے بکثرت
فقہی مسائل منقول ہیں، جمہور علماء کے نزدیک
اس طبقہ میں صرف سات صحابہ کبار داخل
ہیں۔ یعنی حضرت عمر فاروق رض حضرت علی رض
حضرت عائشہ صدیقہ رض حضرت عبداللہ
بن مسعود رض حضرت زید بن ثابت رض اور
حضرت عبداللہ بن عمر رض

علامہ ابن حزم رح کا بیان ہے کہ اگر ان بزرگوں
کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ہر ایک کے فتاویٰ
سے کئی ضخیم جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔"
ان سات بزرگوں میں سے صرف چار یعنی
حضرت عبداللہ بن مسعود رض حضرت زید بن

ثابت ؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، اور
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ خصوصیت حاصل
ہوئی کہ موجودہ فقہ اسلامی کے بیشتر حصے
کی بنیاد ان کے فتاویٰ پر قائم ہوئی اور وہ
سب فقیہ الامت کے لقب سے مشہور
ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود کے
فتاویٰ اور آراء اگرچہ سبھی فقہی مسالک کے
نزدیک بڑے وزن اور اہمیت کے حامل
ہیں لیکن فقہ حنفی کا تو تمام تر دارومدار
انہی پر ہے اس کا سبب یہ ہوا کہ
حضرت ابن مسعود کوفہ میں فقہ کی
باقاعدہ تعلیم دیتے تھے اور ان کے
شاگرد ان کے فتاویٰ کو معرض تحریر میں
لے آتے تھے، علامہ ابن قیم کا بیان ہے
کہ عبداللہ بن مسعود کے سوا کسی صحابی کے
تلامذہ نے ان کے فتاویٰ اور مذاہب فقہ
کو نہیں لکھا۔

حضرت ابن مسعودؓ کے بعد ان کے
تین نامور شاگردوں، علقمہ بن قیس نخعی
اسود بن یزید نخعی، اور مسروق بن عبدالرحمن
(ابیح) ہمدانی نے فقہ اور اجتہاد میں بڑی
شہرت پائی، ان میں سے علقمہ حضرت
ابن مسعود کی حدیثوں کے سب سے
بڑے عالم تھے، ان کی وفات کے بعد
ابراہیم بن یزید نخعیؒ نے (جو ان کے بھتیجے
اور خاص شاگرد تھے) ان کی مسند فضیلت
کو رونق بخشی۔

علامہ ابن سعد کا بیان ہے کہ وہ فقہ کے
امام تھے اور ان کے فقہی کمال پر سب
کا اتفاق ہے، ابراہیم کے فتاویٰ کے
سب سے بڑے عالم حماد تھے، جن سے
حضرت امام ابوحنیفہ نے تعلیم پائی۔
چنانچہ فقہ حنفی کی عمارت بالواسطہ حضرت
ابن مسعود کے فتاویٰ کی اساس پر کھڑی ہوئی
امام ابوحنیفہؒ نے اپنے علم و اجتہاد سے
کام لیکر فقہ حنفی کو اس قدر ترقی دی
کہ دنیائے اسلام کا بہت بڑا حصہ صدیوں
سے حنفی مسلک سے وابستہ چلا آرہا ہے،

درس و افتاء کے علاوہ حضرت عبداللہ
بن مسعود تبلیغ و ارشاد کا فرض بھی
ادا کرتے رہتے تھے، وہ نہایت اعلیٰ
درجہ کے خطیب تھے، اور ان کے خطبات
و مواعظ میں ایجاز و اختصار کے ساتھ
بے مثل تاثیر ہوتی تھی، کتب احادیث
و سیر میں کئی ایسی روایات ملتی ہیں کہ
جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض موقعوں
پر انہوں نے خود ذات رسالت مآب
کی موجودگی میں خطبہ دیا تو حضور نے
ان کے انداز خطابت کی تحسین فرمائی۔
علامہ ابن عساکر اور ہیثمی نے حضرت
ابوالدرداء سے روایت کی ہے کہ
ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک مختصر خطبہ دیا اس کے بعد
آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ
اے ابوبکر کھڑے ہو اور خطبہ دو انہوں
نے حضور کے خطبہ سے بھی مختصر خطبہ دیا
پھر آپ نے حضرت عمر فاروق کو کھڑے
ہو کر خطبہ دینے کا حکم دیا انہوں نے
تعمیل ارشاد کی لیکن اپنے خطبہ کو حضرت
ابوبکر کے خطبہ سے بھی مختصر کر دیا اس
کے بعد آپ نے کسی اور صاحب کو خطبہ
دینے کا حکم دیا انہوں نے اپنے خطبہ
میں متفرق باتیں کہنا شروع کیں، سرور
عالم نے انہیں ناپسند فرمایا اور انہیں
بیٹھ جانے کا حکم دیا، اب آپ نے
اپنا رخ انور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
کی طرف پھیرا، اور فرمایا "اے ابن ام
عبد کھڑے ہو اور خطبہ دو، حضرت
عبداللہ کھڑے ہو گئے اور حمد و ثنا کے
بعد کہا "اے لوگو! بے شک اللہ عزوجل
ہمارا مالک ہے اور بے شک اسلام ہمارا
دین ہے، اور قرآن ہمارا امام ہے اور بیشک
کعبہ ہمارا قبلہ ہے اور (حضور کی طرف
اشارہ کر کے) یہ ہمارے نبی ہیں، اللہ
اور اس کے رسول نے جو چیزیں ہمارے
لئے پسند فرمائیں ہم نے بھی وہ چیزیں پسند
کیں، اور اللہ اور اللہ کے رسول نے
جن چیزوں کو ہمارے لئے مکروہ سمجھا ہے
ہم نے بھی وہ چیزیں مکروہ سمجھیں"
سرور عالم ان کا خطبہ سن کر بہت
خوش ہوئے اور فرمایا ابن ام عبد نے
ٹھیک کہا ہے، ابن ام عبد نے ٹھیک
کہا ہے، اور سچ کہا ہے میں راضی ہو گیا
اس سے جس سے اللہ راضی ہے، میرے
لئے، میری امت کے لئے اور ابن ام عبد
کے لئے"۔

حضرت ابن مسعودؓ اپنے خطبات و
مواعظ میں بالعموم توحید و نماز باجماعت
اور خوف آخرت کی تلقین کرتے تھے۔
ارشادات کے چند فقرے ملاحظہ ہوں
"لوگو! جس نے دنیا کا ارادہ کیا اس نے
آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے
آخرت کا ارادہ کیا اس نے دنیا کو

نقصان پہنچایا، تمہیں چاہئے کہ فانی کا خسارہ باقی کے لئے برداشت کرو،

لوگو! دنیا میں جو ریاکاری کرے اللہ قیامت کے دن اس کو ریاکاری کا بدلہ دیگا، جو دنیا میں شہرت کے لئے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے کام کی شہرت کرائیگا اور اس کے لئے جزا کچھ نہیں اور جو عظمت اور بڑائی کی خاطر بلندی اختیار کرتا ہے اللہ اس کو گرا دے گا، اور جس نے ازراہِ خشوع تواضع اختیار کی اللہ اس کو سربلند کرے گا۔

بھائیو! اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، قرآن کے ساتھ چلو وہ جہاں تمہیں لیجائے اور جو تمہارے پاس حق لائے اس کو قبول کرو! اگرچہ حق لانے والا کتنا ہی غیر ہو اور تمہیں اس سے دشمنی ہو اور جو تمہارے پاس باطل کو لائے اس کو رد کردو اگرچہ وہ تمہارا کتنا ہی دوست اور قریبی رشتہ دار ہو!

لوگو! اگر میں اس بات پر قسم کھالوں تو حانث نہ ہونگا کہ جب اللہ نے دنیا میں کسی بندہ کی پردہ پوشی کی تو وہ آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی کرے گا،

غرض حضرت ابن مسعود کے مواعظ اس قسم کے بلیغ جملوں پر مشتمل ہوتے تھے، کتب حدیث و سیر سے یہ گوہر پارے تابدار چنے جائیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے،

سیدنا ابن مسعود کا شمار اگرچہ مقربانِ بارگاہ رسالت میں ہوتا تھا اور وہ خود لسانِ رسالت سے کئی بار اپنی مغفرت کی بشارت سن چکے تھے لیکن اس کے باوجود وہ خشیت الٰہی سے ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے،

وہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے، نمازیں نہایت کثرت سے پڑھتے تھے اور رمضان کے علاوہ ہر دوشنبہ جمعرات اور عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے، بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ ان کی ساری کی ساری رات تلاوت قرآن میں گذر جاتی تھی،

ان کا معمول تھا کہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے تھے، خود ہی نہیں بلکہ اپنے تمام اہل خانہ کو بھی صبح سویرے بیدار کر دیتے تھے اور سارا گھر عبادت میں مشغول ہو جاتا تھا، نماز جماعت کے ساتھ اور وقت پر پڑھنے کے سخت پابند تھے، مسند احمد حنبل میں ہے کہ ایک مرتبہ ولید بن عقبہ والی کوفہ کو مسجد پہنچنے میں دیر ہوگئی حضرت عبد اللہ نے ان کا انتظار کئے بغیر وقت پر نماز پڑھادی ـــــ ولید سے فرمایا کہ "اللہ کو یہ بات پسند نہیں کہ تم اپنے کاموں میں مصروف رہو اور لوگ نماز کے لئے تمہاری انتظار کرتے رہیں"

حضرت عبد اللہ بن مسعود کا معدنِ اخلاق گراں بہا جواہر سے لبریز تھا، وہ اپنے ہر قول و فعل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کی کوشش کرتے تھے، اس طرح وہ محاسن اخلاق کا ایک مثالی پیکر جمیل بن گئے تھے

جامع ترمذی میں حضرت عبد الرحمن بن زید سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم صاحب سر حضرت حذیفہ بن الیمان کی خدمت میں حاضر تھے اور ان سے عرض کیا کہ ہمیں کسی ایسے صاحب کا پتہ دیجئے جو خلق و ہدایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہو تاکہ ہم اس سے کسب فیض کریں حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے سب سے زیادہ پابند ہیں اور جو اصحاب رسول اس وقت موجود ہیں ان کو علم ہے کہ بارگاہ رسالت میں تقرب کے لحاظ سے ابن ام عبد کا درجہ سب سے بلند ہے،

حضرت ابن مسعود کی فلک بوس جلالت شان نے ایک دنیا کو مسخر کر رکھا تھا لیکن ان کے انکسار اور فروتنی کی یہ کیفیت تھی کہ کسی مسئلہ کا علم نہ ہوتا تو بلاتامل کہہ دیتے کہ میں نہیں جانتا اگر کوئی فتویٰ دیتے اور بعد میں اس کے خلاف ثابت ہو جاتا تو فوراً اپنے فتویٰ کو منسوخ قرار دیتے

وہ اپنے اہل علم معاصرین کا بے حد احترام کرتے تھے نہ صرف ان کے علم و فضل کا برملا اعتراف کرتے تھے بلکہ جو مسئلہ معلوم نہ ہوتا تھا بے دھڑک ان سے پوچھ لیتے تھے اس میں مطلق اپنی کسر شان نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ ان کو اپنے شاگردوں کے تبحر علمی کا اعتراف کرنے میں عار نہیں تھی، اپنے مشہور شاگرد علقمہ بن قیس نخعی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے، علقمہ کی

(باقی ۱۹ پر)

نیشنل سنٹر لاہور میں پڑھا گیا

سید نفیس الحسینی

# حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد حیات

امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد حیات صرف اور صرف اعلاء کلمۃ الحق اور نصرت دین محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھا۔ ان کی تمام تر زندگی کا یہی نصب العین تھا، جہاد فی سبیل اللہ اسی کی ایک شاخ ہے اور حکومت اسلامی کا قیام بھی اسی کے ثمرات میں سے ہے، اسی مقصد کی خاطر انہوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں، سختیاں برداشت کیں اسی دھن میں انہوں نے اپنا گھر بار چھوڑا عزیز و اقارب سے دوری اختیار کی، وطن مالوف ہندوستان سے ہجرت فرمائی اور سندھ کے ریگزاروں، چٹیل میدانوں سے گذر کر صوبہ سرحد کی سنگلاخ سرزمین کو اپنا مرکز جہاد بنایا، اسی مقصد وحید کی خاطر انہوں نے اس علاقہ میں سب سے پہلی اسلامی حکومت قائم کی اور بالآخر یہی جذبہ صادق انہیں بالاکوٹ کی شہادت گاہ میں لے گیا اور انہوں نے اپنی اور اپنے نیک نہاد رفقاء کی جانوں کے نذرانے بارگاہ رب العزت میں پیش کر کے سرخروئی حاصل کی

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت سید احمد شہید کے سیرۃ نگار مولانا ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں:

"اس معرکے میں وہ پاک نفوس شہید ہوئے جو عالم انسانیت کے رونق و زینت اور مسلمانوں کے لئے عزّ و شرف اور خیر و برکت کا باعث تھے۔ مردانگی و جوانمردی، پاکیزگی و پاکبازی، تقدس و تقویٰ، اتباع سنت و شریعت اور دینی حمیت و شجاعت کا وہ عطر جو خدا جانے کتنے باغوں کے پھولوں سے کھینچا گیا تھا اور انسانیت اور اسلام کے باغ کا جیسا عطر مجموعہ، صدیوں سے تیار نہیں ہوا تھا اور جو ساری دنیا کو معطر کرنے کے لئے کافی تھا۔ ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ کو بالاکوٹ کی مٹی میں مل کر رہ گیا، مسلمانوں کی نئی تاریخ بنتے بنتے رہ گئی، حکومت شرعی ایک عرصہ کے لئے خواب بے تعبیر ہو گئی، بالاکوٹ کی زمین اس پاک خون سے لالہ زار اور اس گنج شہیداں سے گلزار ہے جس کے اخلاص و للہیت، جس کی بلند ہمتی اور استقامت، جس کی جرأت و ہمت، اور جس کے جذبۂ جہاد و شوق شہادت کی نظیر پچھلی صدیوں میں ملنی مشکل ہے"

اب میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب سے چند اقتباس پیش کروں گا، جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کی جماعت برصغیر پاک و ہند میں انگریزی تسلط و استعمار کو ختم کرنے اور اسلامی غلبہ و اقتدار واپس لانے کے لئے میدانِ جہاد میں اتری اور اپنی بساط سے بڑھ کر اس نے جدوجہد کی،

حضرت سید صاحب کا نصب العین تو اس سے بھی وسیع تر تھا، وہ تمام اسلامی قوتوں کو ایک مرکز پر لا کر کفر و طغیان کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے،

علماء و مشائخ ہندوستان کے نام ایک مکتوب میں سید صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"ہر چند یہ فقیر زمانہ سابق میں بھی خدا کے فضل سے نیک کام یعنی لوگوں کو اتباع شریعت کی طرف دعوت دینے میں دن رات کوشش و جانفشانی سے مشغول تھا، چنانچہ یہ بات اس فقیر کے اکثر احباب پر روشن ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس فقیر کو چند مخلص مؤمنین کے ساتھ مہاجرین صادقین کے زمرہ میں داخل فرمایا خدا کا اس احسان پر شکر ہے، لیکن چونکہ زبانی دعوت و تبلیغ بغیر شمشیر و سنان

سے جہاد کر کے مکمل نہیں ہوتی اسی لئے رہنماؤں کے پیشوا اور مبلغوں کے سردار حضرت سیدنا محمد "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں کفار سے جنگ کرنے کے لئے مامور ہوئے اور دینی شعائر کی عزت اور شریعت کی سربلندی اور ترقی اسی رکن جہاد کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئی، اسی بناء پر عبادت عظمٰی کی ادائی اور سعادت عالیہ کے حصول کا عزم اسطرح فقیر پر القاء کیا گیا ہے کہ اس عظیم المرتبت کام کے انجام دینے میں جان و مال قربان کر دینا، اہل و عیال اور برادری کو خیرباد کہنا اور وطن سے ہجرت کر جانا، ناپاک مکھیوں کو ہانکنے اور خس و خاشاک دور کرنے سے زیادہ نہیں معلوم ہوتا اور یہ سب کچھ محض اللہ کے لئے ہے اس جذبہ الٰہیہ میں نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسہ کا شائبہ بھی نہیں"

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

"ہم لوگ خدا کے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونے کی وجہ سے اسلام کا دعوٰی رکھتے ہیں اور اپنے کو پیروانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار کرتے ہیں جبکہ ہم نے اس بات یعنی جہاد ر کلام الٰہی کو ناطق مان لیا ہے اور نبی کریم ﷺ کو سچا جانتے ہیں، لامحالہ ہم نے اللہ اور اس کے حکم کی بجا آوری کے لئے کمر ہمت باندھلی ہے اور اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سفر کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں" اور ممالک ہند و سندھ و خراسان دور دور کی سیاحت کی ہے، جس کا مقصد کُلّی صرف "طلب خیر" ہے، آخر کار ان دور دراز ممالک میں پھر کر پہاڑ اور تمام دشت و بیابان کو طے کر کے یوسف زئیوں کے ملک پہنچے ہیں، ہم نے اس سعادت عظمٰی جہاد کے لئے ان کو بھی آمادہ کر لیا ہے، غرضیکہ جبتک ہمارے جسم میں جان ہے اور ہمارے سر جسموں کے ساتھ ہیں، ہم اسی سودے میں لگے ہوئے ہیں"

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم اپنے مالک کی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں

نواب سلیمان جاہ والی کاشغر کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"تقدیر سے چند سال سے ہندوستان کی حکومت و سلطنت کا یہ حال ہو گیا ہے کہ "نصارٰی نکوہیدہ خصال اور مشرکین بد مآل" نے ہندوستان کے اکثر حصہ پر غلبہ حاصل کر لیا ہے اور ظلم و بیداد شروع کر دیا ہے"، کفر و شرک کی رسوم کا غلبہ ہو گیا اور شعائر اسلام اٹھ گئے"

یہ حال دیکھ کر دل کو بڑا صدمہ ہوا ہجرت کا شوق دامنگیر ہوا، دل میں غیرت ایمانی اور سر میں جہاد کا جوش و خروش ہے"

شاہ محمود دُرّانی والیٔ ہرات کو لکھتے ہیں"

"جہاد قائم کرنا اور بغاوت و فساد کو مٹانا ہر زمانے اور ہر مقام میں خدا کا نہایت اہم حکم رہا ہے، خصوصاً اس زمانے میں جب کافروں اور سرکشوں کی شورش ایسی صورت اختیار کر چکی ہے کہ سرکشوں اور باغیوں کے ہاتھوں دینی شعائر بگاڑے جا رہے ہیں، اور شاہان اسلام کی حکومتوں میں ابتری پیدا کی جا رہی ہے اور یہ زبردست فتنہ ہند، سندھ، اور خراسان کے خطوں پر چھا گیا ہے، اس صورت میں سرکش کافروں کی بیخ کنی سے غفلت اور ہند باغیوں کی گوشمالی سے سہل انگاری، بہت بڑا اور بہت قبیح گناہ ہے ــ اس بناء پر خدا کی درگاہ کے اس بندے نے اپنے وطن سے نکل کر ہند و سندھ خراسان کا دورہ کیا اور وہاں کے مومنوں اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی ــ.

والیٔ ہرات کو مزید لکھتے ہیں

"جہاد ضروری ہے، جب ہندوستان اہل کفر و طغیان کے اثرات سے لبریز ہو گیا تو میں نے وطن چھوڑ کر خراسان کا رخ کیا، سب کو جہاد کی دعوت دیتا رہا۔ یوسف زئی کے علاقے میں آیا تو آفریدی، خٹک مہمند، خلیل، اہل ننگرہار، اہل سوات و بنیر، اہل پکھلی اور راجہ ہائے کشمیر وغیرہ میرے ساتھ ہو گئے ہیں، میرا مقصد حکومت نہیں صرف کلمہ حق کی سربلندی اور سُنّت نبوی کا احیاء ہے، نیز میں اسلامی علاقوں کو سرکش کافروں کے ہاتھ سے آزاد کرانا چاہتا ہوں.

جب یہ علاقے مشرکوں اور منافقوں کے تسلط سے پاک ہو جائینگے تو انہیں.

مستحقوں کے حوالے کردونگا بشرطیکہ
خدا کے اس انعام کا شکر بجالائیں، ہمیشہ
ہر حالت میں جہاد قائم رکھیں کبھی اسے معطل
نہ چھوڑیں، عدالت اور فیصلہ مقدمات میں
شرع کے قانون سے بال برابر بھی تجاوز
نہ کریں ظلم وفسق سے بالکل بچتے رہیں"،

مکتوب کے آخر میں فرماتے ہیں

"پھر میں مجاہدین کو لیکر ہندوستان کی
طرف متوجہ ہو جاؤنگا تاکہ وہاں سے اہل کفر
وطغیان (یعنی انگریزوں) کو ختم کیا جا سکے اور
میرا اصل مقصود ہندوستان پر جہاد ہے
یہ نہیں کہ خراسان میں توطّن اختیار کرلوں"

مورخ اسلام حضرت مولانا سید
سلیمان ندوی رح حضرت سید احمد شہیدؒ
کی تحریک احیائے دین پر یوں روشنی ڈالتے
ہیں:"

"وہ تیرھویں صدی میں جب کہ ایک طرف ہندوستان
میں مسلمانوں کی سیاسی طاقت فنا ہو رہی
تھی اور دوسری طرف ان میں مشرکانہ رسوم
وبدعات کا زور تھا حضرت سید احمد شہیدؒ
بریلوی اور مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کی مجاہدانہ
کوششوں نے تجدید دین کی نئی تحریک شروع
کی، یہ وہ وقت تھا کہ جب سارے پنجاب پر
سکھوں کا اور باقی ہندوستان پر انگریزوں
کا قبضہ تھا، ان دو بزرگوں نے اپنی بلند
ہمتی سے اسلام کا علم اٹھایا، اور مسلمانوں کو
جہاد کی دعوت دی جس کی آواز ہمالیہ کی چوٹیوں
اور نیپال کی ترائیوں سے لیکر خلیج بنگال کے
کناروں تک یکساں پھیل گئی اور لوگ جوق
درجوق اس علم کے نیچے جمع ہونے لگے اس
مجاہدانہ کارنامے کی عام تاریخ لوگوں کو
یہیں تک معلوم ہے کہ ان مجاہدوں نے
سرحد پار ہو کر سکھوں سے مقابلہ کیا
اور شہید ہو گئے حالانکہ یہ واقعہ پوری
تاریخ کا ایک باب ہے"،

ان مجاہدوں کی تاریخ بتائیگی کہ ان کی
تحریک کا یہ ناکام انجام کیوں ہوا۔
واقعہ ڈھکا چھپا نہیں اور اسباب
نامعلوم نہیں، وہی جماعتوں کا نفاق
اور امراء کا اختلاف ان کی ناکامی کا
سبب ہوا، جو ہمیشہ سے ناکاموں کی
ناکامی کا سبب بنتا رہا، پشاور کے امراء
اگر وفاداری سے کام لیتے تو آج برصغیر
کا نقشہ ہی دوسرا ہوتا"،

آخر میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی
ندوی کی ایک بصیرت افروز تحریر "شہدائے
بالاکوٹ کا مقام و پیام"، کا اقتباس
پیش کرتا ہوں، اگرچہ یہ خطاب عام ہے
لیکن اس کے مخاطب اول اہل پاکستان
ہیں"،

"اللہ تعالیٰ کے کچھ مخلص بندوں نے
ایک مخلص بندے کے ہاتھ پر اپنے مالک
سے اس کی رضا، اس کے نام کی بلندی
اور اس کے دین کی فتح مندی کے لئے آخری
سانس تک کوشش کرنے اور اس
راہ میں اپنا سب کچھ مٹا دینے کا عہد کیا
تھا، جب تک ان کے دم میں دم رہا
اسی راہ میں سرگرم رہے، بالآخر اپنے
خون شہادت سے اس پیمان وفا پر آخری
مہر لگادی،، وہ خلعت شہادت پہن کر
جس کریم کی بارگاہ میں پہنچے وہاں نہ مقاصد
کی کامیابی کا سوال ہے نہ کوششوں کے
نتائج کا مطالبہ نہ شکست وناکامی پر عتاب
ہے نہ کسی سلطنت کے عدم قیام پر محاسبہ
وہاں صرف دو چیزیں دیکھی جاتی ہیں:۔
صدق واخلاص" اور اپنی مساعی اور وسائل
کا پورا استعمال،

اس لحاظ سے شہدائے بالاکوٹ اس
دنیا میں بھی سرخرو ہیں اور انشاء اللہ دربار
الٰہی میں بھی با آبرو، کہ انہوں نے اخلاص
کے ساتھ اپنے مالک کی رضا کے لئے اپنی
مساعی اور وسائل کے استعمال میں ذرہ
برابر کمی نہیں کی،

یوں تو شہداء بالاکوٹ میں سے ہر فرد
کا یہ پیغام ہے کہ

یالیت قومی یعلمون بما غفرلی
ربی وجعلنی من المکرمین

مگر گوش شنوا اور دیدہ بینا کے لئے
ان کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ ہم ایک ایسے
خطہ زمین کے حصول کے لئے جدوجہد
کرتے رہے جہاں ہم اللہ کے منشاء اور
اسلام کے قانون کے مطابق آزادی کے
ساتھ زندگی گذار سکیں، جہاں ہم دنیا
کو اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرہ
کا نمونہ دکھا کر اسلام کی طرف مائل اور
اس کی صداقت وعظمت کا قائل کرسکیں
جہاں نفس وشیطان، حاکم وسلطان اور
رسم ورواج کے بجائے خالص اللہ کی حکومت
واطاعت ہو،

تقدیر الٰہی نے ہمارے لئے اس سعادت
ومسرت اور اس آرزو کی تکمیل کے مقابلے
میں میدان جنگ کی شہادت اور قرب و
رضا کی دولت کو ترجیح دی، ہم اپنے

رب کے اس فیصلے پر رضامند وخورسند ہیں، اب اگر اللہ نے تم کو دنیا کے کسی حصہ میں کوئی ایسا خطہ زمین عطا فرمایا جہاں تم اللہ کے منشاء اور اسلام کے قانون کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی گذار سکو اور اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرے کے قائم کرنے میں کوئی مجبوری مخل اور کوئی بیرونی طاقت حائل نہ ہو، پھر بھی تم اس سے گریز کرو اور ان شرائط و اوصاف کا ثبوت نہ دو جو مہاجرین و مظلومین کے اقتدار اور سلطنت کا تمغہ امتیاز ہیں تو تم ایسے کفران نعمت اور ایک ایسی بعہدی کے مرتکب ہوگے کہ جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

ہم نے جس زمین کے چپے چپے کے لئے جد وجہد کی اور اس کو اپنے خون سے رنگین کردیا، اکوڑے اور شیدو کے میدان اور تورو اور مایار کی رزمگاہ سے لیکر بالاکوٹ کی شہادت گاہ تک ہمارے خون شہادت کی مہریں اور ہمارے شہیدوں کی قبریں ہیں تم کو خدا نے اس زمین کے وسیع رقبے اور سرسبز و شاداب خطے سپرد فرمائے اور بعض اوقات قلم کی ایک جنبش اور برائے نام کوشش نے تم کو عظیم سلطنتوں کا مالک بنادیا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ

اب اگر تم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور تم نے آزادی کی اس نعمت اور خدا داد سلطنت کی اس دولت کو جاہ و اقتدار کے حصول و فانی مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنایا تم نے اپنے نفوس اور اپنے متعلقین ملک کے شہریوں اور باشندوں پر خدا کی حکومت اور اسلام کا قانون جاری نہ کیا اور تمہارے ملک اور تمہاری سلطنتیں اپنی تہذیب و معاشرت، اپنے قانون و سیاست اور تمہارے حاکم اپنے اخلاق و سیرت اور اپنی تعلیم و تربیت میں غیر اسلامی سلطنتوں اور غیر مسلم حاکموں سے کوئی امتیاز نہیں رکھتے، تو تم آج کی دنیا کی ان قوموں کے سامنے جن سے تم نے مسلمانوں کے لئے الگ خطۂ زمین کا مطالبہ کیا اور کل خدا کی عدالت میں جہاں اس امانت کا ذرہ ذرہ حساب دینا پڑیگا کیا جواب دوگے؟ خدا نے تم کو ایسا نادر و زریں موقع عطا فرمایا ہے کہ جس کے انتظار میں چرخ کہن نے سینکڑوں کروٹیں بدلیں اور تاریخ اسلام نے ہزاروں صفحے اُلٹے، جس کی حسرت و آرزو میں خدا کے لاکھوں پاک نفس اور عالی ہمت بندے دنیا سے چلے گئے، اس موقعہ کو اگر تم نے ضائع کردیا تو اس سے بڑا تاریخی سانحہ اور اس سے بڑھ کر حوصلہ شکن اور یاس انگیز واقعہ نہ ہوگا۔

بالاکوٹ کے ان شہیدوں کا جو ایک دور افتادہ بستی کے ایک گوشے میں آسودہ خاک ہیں، ان سب لوگوں کے لئے جو اقتدار و اختیار کی نعمت سے سرفراز اور ایک آزاد اسلامی ملک کے باشندے ہیں پیغام ہے کہ ؎

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ

کیا یہ احتمال بھی ہے کہ اگر تمہاری حکومت ہو تو تم زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی

---

بقیہ: حضرت ابن مسعودؓ

معلومات سے میری معلومات زیادہ نہیں ہیں، طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے عہد خلافت میں کوفہ پہنچ کر حضرت ابن مسعود کے چند دیرینہ احباب سے ان کے بارے میں پوچھا انہوں نے بالاتفاق عرض کیا امیر المومنین، ہم نے عبداللہ بن مسعود سے بڑھ کر کوئی صاحب تقویٰ، مہمان نواز، حلیم الطبع، خوش خلق اور بہترین دوست نہیں دیکھا،

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم نے عبداللہ بن مسعود کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے میں ان کو اس سے بھی بہتر سمجھتا ہوں

حضرت ابن مسعود مہمانوں کا از بس اکرام کرتے تھے چنانچہ انہوں نے کوفہ میں اپنا الرمادہ کا مکان اس لئے خالی کردیا تھا کہ وہاں مہمانوں کو ٹھیرا کر ان کی زیادہ سے خدمت کرسکیں، خانگی زندگی بھی نہایت خوش گوار تھی، بیوی بچوں کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے تھے، گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہمیشہ کھنکارتے یا بلند آواز میں کچھ بولتے تھے تاکہ اہل خانہ باخبر ہوجائیں، اہل خانہ کو قرآن اور دینی تعلیم دینے کا خاص التزام تھا اس کے ساتھ ہی وہ ان سے احکام دین کی پابندی بھی کراتے تھے، فرمایا کرتے تھے

ضبط و ترتیب :۔ مولانا منظور احمد الحسینی ۔ کراچی

# عوام کے مسائل اور اُن کے جوابات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ناظم نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

دعا کا صحیح طریقہ ۔

سائل :۔ محمد علی خان پشاور یونیورسٹی

سوال :۔ دعا کا صحیح طریقہ کیا ہے بعد الفرض، بعد السُّنَّت، یا دونوں کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارک کیا تھا۔ میں نے نور الایضاح میں پڑھا ہے کہ جس نماز کے بعد سنتیں ہوتی ہیں اس کے بعد سنت سے پہلے اللھم انت السلام ..... الی آخرہ سے زیادہ نہیں پڑھنا چاہئے اور سنت پڑھنے کے بعد تفصیل سے دعا مانگنی چاہئے آپ اس مسئلہ کی ہمیں تعلیم فرمائیں

الجواب :۔ نور الایضاح میں آپ نے جو پڑھا ہے وہ صحیح ہے، جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوتی ہیں، ان میں مختصر سی دعا مانگ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے اور دیگر اذکار مسنونہ سنتوں کے بعد پڑھے جائیں ۔ تاہم اگر فرضوں کے بعد اذکار مسنونہ پڑھ لے تب بھی مکروہ نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ سنتوں کے بعد پڑھے "

سوال :۔ کرامت کا ظاہر ہونا بزرگوں سے صرف زندگی میں ہوتا ہے یا بعد الموت بھی،

الجواب :۔ کرامت موت کے بعد بھی ہو سکتی ہے "

سوال :۔ جمعہ کے دن وعظ کے بعد جو خطبہ ہوتا ہے اسمیں عربی کے ساتھ ساتھ پشتو اُردو یا کسی دوسری زبان کے نصائح و ابیات شامل کر دینا کیسا ہے ؟

الجواب :۔ خطبہ صرف عربی میں ہوتا ہے جس طرح نماز قرأت اردو یا پشتو میں جائز نہیں اسی طرح خطبہ بھی کسی دوسری زبان میں جائز نہیں،

سوال ۔ ہم کالج میں مُردوں کی چیر پھاڑی (جراحت) کرتے ہیں اسلامی نقطہ نظر سے ہم گنہگار تو نہیں

الجواب :۔ مُردوں کی چیر پھاڑ شرعاً جائز نہیں، اگر مجبوری کی بنا پر ایسا کرنا پڑے تو توبہ و استغفار کرنا چاہئے اس کو جائز سمجھ کر نہ کیا جائے "

## رخصتی کے وقت دلہنوں کی تبدیلی

سائل :۔ محمود اختر ۔۔۔ صدر کراچی

س :۔ اگر دو سگے بھائیوں کی شادی دو سگی بہنوں سے ایک ہی وقت میں عمل میں آئے اور رخصتی کے وقت کسی وجہ سے ان کی دلہنیں آپس میں بدل جائیں اور وہ شب عروسی کے بعد اس سے آگاہ ہوں، تو ان کے لئے کیا حکم ہے

الجواب :۔ ان کا اپنے شوہروں سے نکاح باقی ہے البتہ دونوں بہنوں کے ذمہ ایک حیض کی عدت واجب ہے اور جن مردوں نے غلطی سے صحبت کی ہے ان کے ذمہ مہر واجب ہے "

## جس جگہ میت ہو وہاں تلاوت کا حکم

سائل سید آفتاب علی :۔

سوال :۔ آپ نے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ :۔ جس کمرے میں میت رکھی ہو اس میں تلاوت قرآن پاک نہیں کرنی چاہئے " حالانکہ ہم بچپن سے یہ سنتے چلے آئے ہیں کہ کسی کے انتقال پر جمع ہونے والے لوگ بجائے دنیاداری کی باتیں کرنے کے اگر تلاوت کلام پاک کریں تو بہتر ہے "

الجواب :۔ جب تک میت کو غسل نہ دیا گیا ہو تب تک وہاں تلاوت نہیں کرنی چاہئے اس سے الگ جگہ کریں ۔ اور غسل کے بعد مضائقہ نہیں "

منع کی وجہ یہ ہے کہ قبل از غسل میت کا جسم پاک نہیں ہوتا اور موت موجبات غسل میں سے ہے یہی وجہ ہے کہ غسل میت واجب ہے اور اس کے بغیر جنازہ صحیح نہیں

## شطرنج کھیلنا :-

سائل :- عبدالرحیم لانڈھی نمبر ۶، کراچی ۳۰

سوال :- میرے کچھ دوست شطرنج کھیلتے ہیں اور دو طرفہ شرط باندھ کر مٹھائی کھاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- اول تو شطرنج کھیلنا ہی جائز نہیں پھر اس پر دو طرفہ شرط لگانا مزید گناہ کیونکہ یہ خالص جوا ہے اور مٹھائی کھانا ناجائز

سوال :- فلمیں دیکھنا، ٹیلی ویژن دیکھنا اور ڈائجسٹ وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب :- فلمیں اور ٹیلی ویژن دیکھنا جائز نہیں، ڈائجسٹ اکثر محض فرضی کہانیوں پر مشتمل ہوتے ہیں، اگر وہ مخرب اخلاق ہوں تو بالکل ناجائز ہیں، اور اگر اصلاحی ہوں تو جائز ہیں"

س :- ریل یا بس کا ٹکٹ نہ لینا کیسا ہے اور بعض کنڈیکٹر پیسے لے لیتے ہیں مگر ٹکٹ نہیں دیتے اسکا کیا حکم ہے

الجواب :- ریل یا بس کا ٹکٹ نہ لینا اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص آپ سے کام لے اور طے شدہ رقم نہ دے" یہ بد عہدی بھی ہے اور حق تلفی بھی۔ کنڈیکٹر سے ٹکٹ وصول کیا جائے تاہم وہ اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے

سوال :- سینما میں گیٹ کیپری کی نوکری جائز ہے یا نہیں :-

الجواب :- سینما کی نوکری جائز نہیں

س :- کسی بچے یا بچی کی سالگرہ منانا کیسا ہے؟

الجواب :- سالگرہ منانا ایک فضول رسم اور مغرب کی ناروا ایجاد ہے"

س :- ٹیپ ریکارڈ پر گانے سننا کیسا ہے :-

الجواب :- جائز نہیں! -

## ہندو مہاجن کا قرضہ اور اسکی ادائیگی کی صورت

سائل: اقبال احمد خان مکان نمبر ۹۵ ۱/۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی

سوال :- تقسیم ہند سے تقریباً بیس سال پہلے میری والدہ صاحبہ نے کچھ رقم (رقم کی مقدار کا مجھکو علم نہیں کیونکہ میں اسوقت پورا شعور نہیں رکھتا تھا) ایک ہندو مہاجن سے قرض لیا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اس پرونوٹ پر دستخط کر دوں، اس پرونوٹ پر میرے ایک عزیز نے بطور ضامن دستخط کر دیئے بوجہ تنگدستی یہ رقم ادا نہ ہو سکی اور مہاجن نے میرے اوپر مبلغ ۲۰۰٪ روپیہ کی ڈگری کر دی، اس رقم میں سود بھی شامل تھا، چونکہ تنگدستی بدستور تھی اس لئے معاملہ طے نہ ہو سکا، ضامن کے ذریعہ مہاجن نے کہلوایا کہ اگر میں مبلغ ۱۰۰٪ روپیہ ادا کر دوں تو وہ معاملہ ختم کر دے گا، ناساعد حالات کی وجہ سے اسکی یہ بات بھی ہم پوری نہ کر سکے"

اب بفضلہ تعالیٰ میں اس قابل ہوں کہ رقم ادا کر سکوں، مگر اب مشکل یہ ہے کہ میں پاکستان میں ہوں اور مہاجن ہندوستان میں، نیز اس کے متعلق یہ پتہ نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا میرے عزیز جو کہ ضامن تھے وہ بھی انتقال کر چکے ہیں، میری والدہ صاحبہ بقید حیات ہیں، مگر ضعیف العمری کی وجہ سے اپنی یادداشت کھو چکی ہیں،

اب سوال یہ ہے کہ کیا رقم مع سود کے ادا کیجائے یعنی ۲۰۰٪ روپیہ۔ یا مبلغ ۱۰۰٪ روپیہ جو کہ مہاجن نے بعد میں کہلوایا تھا ادا کیا جائے اس میں سود شامل ہے یا نہیں اس کا مجھے کوئی علم نہیں،

۲ :- رقم کی ادائیگی کی کیا شکل ہو گی یتیم خانہ، محتاج، یا کوئی اور صورت

الجواب :- بہتر تو یہ ہے کہ اگر اس مہاجن کا اتا پتا کہیں سے مل سکے تو بذریعہ خط و کتابت اس کے وارثوں کو لکھا جائے کہ وہ یا تو معاف کر دیں یا پاکستان میں کسی جگہ اپنی رقم جمع کرانے کی ہدایت کر دیں یا کسی آنے جانے کے ہاتھ وہ رقم ان کو بھیج دی جائے۔ اور اگر اس کا کوئی پتہ نشان نہ مل سکے تو اتنی رقم کسی غریب مسکین کو دیدی جائے :- اصل قرض کا ادا کرنا ضروری ہے سود دینا جائز نہیں اور اگر اصل رقم معلوم نہ ہو تو ۱۰۰٪ روپیہ جس پر مہاجن نے صلح کی تھی وہ ادا کر دیا جائے

سوال :- میرے بھائی فوٹو گرافر ہیں وہ آپ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فوٹو گرافی اسلام میں جائز ہے؟

الجواب :- فوٹو کھینچنا گناہ ہے اور یہ دھندہ لائق ترک ہے۔

سرزمین دیوبند اپنے سرفروشوں کی زہے
خطہ ہندوستان میں تو سب سے فروزاں رہے

طبّی معلومات

# برسات کی بیماریوں کا علاج

حکیم آزاد شیرازی مدیر تذکرہ لاہور

ہمارے ملک میں برسات کا موسم اپنی بہاریں ضرور دکھاتا ہے لیکن یہ موسم جہاں خاک کے تودوں کو سبزہ زار بناتا ہے۔ وہاں انسانی صحت کے لیے طرح طرح کے عوارض بھی اپنے جلو میں لے کر آتا ہے۔ بلکہ جاتے جاتے بعض بیماریاں بطور یادگار چھوڑ جاتا ہے۔ یعنی ۔ ع

بہار آ کر گذر جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

ضعفِ ہضم، سوئے ہضم، تخمہ، ہیضہ، پیچش، انفلوئنزا، خسرہ وغیرہ بیماریاں برسات کے موسم میں عام طور پر پھیل جاتی ہیں ان بیماریوں کے پھیلنے کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب وہ تعفن، غلاظت اور گندگی کے ڈھیر ہیں جو ہمارے دیہات اور شہروں میں جگہ جگہ اہرام مصر کے مانند پھیلے ہوتے ہیں۔ گندگی کے ان ڈھیروں اور گندے پانی کے ان گڑھوں کی ذمہ داری جہاں میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کے روایتی تغافل پر عائد ہوتی ہے وہاں عوام الناس کی بے شعوری اور ذمہ داری کے عدم احساس کو بھی اس سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ضعفِ ہضم، سوءِ ہضم اور تخمہ تینوں بیماریوں کی ایک ہی وجہ ہے۔ اگر سبب ضعیف ہے تو ضعفِ ہضم، اگر وجہ متوسط ہے تو سوءِ ہضم اور اگر سبب قوی ہے تو تخمہ پیدا ہوتا ہے۔ ضعفِ ہضم کی علامت یہ ہے کہ غذا دیر تک معدہ میں رہتی ہے اور اس کے ہضم میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ سوءِ ہضم کی نشانی یہ ہے کہ غذا بخوبی ہضم نہیں ہوتی اور اس میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ تخمہ کی علامت یہ ہے کہ قوت ہاضمہ غذا میں بالکل تصرف نہیں کرتی، اور وہ بعینہٖ قے یا اسہال کے ذریعے نکل جاتی ہے۔ ان امراض کا آسان علاج یہ ہے کہ لیموں کی سکنجبین میں زنجبیل ملا کر کھلائی جائے۔ سیر بھر سکنجبین میں ۲½ تولے زنجبیل ملانی چاہیے۔

ہیضہ وہ مرض ہے جس میں فاسد اور غیر ہضم شدہ مواد جسم سے معدہ میں آتے ہیں اور نہایت شدت سے قے یا اسہال کے ذریعے نکل جاتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قے نہ آئے اور تمام مادہ اسہال کی طرف مائل ہو لیکن اس کے ساتھ متلی ضرور ہوگی

ہیضہ اگرچہ نہایت خطرناک مرض ہے۔ لیکن اس میں اسہال کی کثرت، شدید کمزوری، نبض کا ساقط ہو جانا اور تشنج پیدا ہونا اتنا خطرناک نہیں ہے اگر بروقت صحیح علاج کیا جائے تو یہ عوارض جلد ہی دور ہو جاتے ہیں۔

ہیضہ میں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ فاسد مادہ قے یا اسہال کے ذریعے مکمل طور پر خارج ہو جائے اور انہیں جلد بند نہ کریں بلکہ اگر قے یا اسہال بفراغت نہ آئیں تو مقیات اور مسہلاتِ مناسبہ کے ذریعہ مدد کریں۔ اگر کمزوری کا خدشہ ہو تو مزاج کے موافق دوا دے کر بند کر دیں۔ لیموں کا چھلکا منہ میں رکھنے سے قے اور اسہال بند ہو جاتے ہیں۔ جب پیاس اور حرارت کی زیادتی ہو تو گرم دوا ہرگز نہ دیں، مریض کو حرکت نہ دیں

کوئی غذا نہ کھلائیں اور حتی الامکان مریض کو نیند لانے کی کوشش کریں کیونکہ اس مرض میں مریض کو ساکن رکھنے، غذا نہ دینے اور نیند لانے سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ سکون ہیضہ کے بعد بحالیٔ قوت کی خاطر کم تر اور لطیف تر غذا کھلائیں۔ اگر قے کے ساتھ غشی طاری ہو جائے تو روغن کنجد میں جائفل یا لونگ باریک پیس کر بدن پر نیم گرم مالش کریں۔

بدہضمی، تخمہ اور ہیضہ کے لئے یہ نسخہ از بس مفید ہے ـــ

ہوالشافی: (۱) فلفل سیاہ (۲) فلفل دراز (۳) نوشادر (۴) قلمی شورہ (۵) اجوائن دیسی (۶) نمک سیاہ (۷) نمک سانبھر (۸) برگ مدار زرد شدہ ہر ایک پانچ تولہ (۹) ہینگ (بریاں در روغن زرد) ایک تولہ۔ سب کو باریک سفوف کر لیں۔ اور برگ مدار تازہ کو کوٹ کر تمام ادویات ملا کر چھ گھنٹے تک متواتر ہاون دستہ میں کوٹیں۔ مقدار خوراک ایک ماشہ ہمراہ عرق بادیان۔

ہیضہ کے لیے ایک اور مفید نسخہ یہ ہے:۔

ہوالشافی: (۱) سوڈا بائیکارب ۵ تولہ (۲) الائچی سبز ایک تولہ (۳) فلفل سیاہ ایک ماشہ (۴) روغن سونف ۶۰ قطرے (۵) سائٹرک ایسڈ ۳ تولہ (۶) ست پودینہ ۲ ماشہ (۷) کافور ۳ ماشہ (۸) ست اجوائن ۱ ماشہ۔ (۹) چینی ۱۰ تولہ۔ تمام ادویات کو الگ الگ باریک کر کے یکجا کر لیں ست پودینہ، ست اجوائن، روغن سونف اور کافور کو حل کر کے ملائیں مقدار خوراک ۲ ماشہ۔ عرق سونف یا پودینہ کے ساتھ دن میں تین چار مرتبہ دیں۔

برسات کے مذکورہ بالا امراض سے بچاؤ کی خاطر اس موسم میں ہلکی غذا، لیموں، پیاز، اچار، سرکہ، انار دانہ، پودینہ کی چٹنی وغیرہ کا استعمال روزمرہ کرنا چاہیے۔ کوئی بھی سالن ہو اس میں لیموں نچوڑ لینا چاہیے۔

پیچش کے مرض میں سُدّوں کے اخراج کے لیے بعض اوقات روغن تخم بیدانجیر کا مسہل مفید رہتا ہے۔ جس سے آنتوں کے سُدّے خارج ہو جاتے ہیں۔ گلقند میں سونف ملا کر دینا، معجون فلافلی اور جوارش کمونی بھی اس مرض میں مستعمل ہے۔

انفلوئنزا وبائی نزلہ زکام کو کہتے ہیں۔ اس مرض سے بچاؤ کے لیے طب مشرق کا یہ نسخہ بے پناہ فوائد کا حامل ہے۔ اس کو افادۂ عوام کے لیے راقم الحروف اپنی چالیس سالہ صحافتی زندگی میں بیسیوں مرتبہ مختلف اخبارات و جرائد میں شائع کر چکا ہے۔

ہوالشافی: دارچینی ۱ تولہ، بادیان ۶ ماشہ، الائچی سبز ۵ عدد، بادیان خطائی ۳ ماشہ، پودینہ خشک ۳ ماشہ، سبز چائے ۳ ماشہ۔ ان سب ادویات کو آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ ڈیڑھ پاؤ رہ جانے پر نیم گرم نمک یا چینی ملا کر دن میں دو مرتبہ پئیں۔ یہ قہوہ نہ صرف انفلوئنزا میں مفید ہے بلکہ اکثر امراض معدہ کے لیے بمنزلہ تریاق ہے۔ برسات اور اس کے بعد کے موسم میں گھر کے سب افراد کو روزانہ صبح یا سہ پہر ایک ایک فنجان اس قہوہ کا پلانا از بس مفید ہے۔

خسرہ وہ نامراد مرض ہے جو اس موسم میں عموماً بچوں پر حملہ آور ہوتا ہے اس کے ساتھ تیز بخار ہوتا ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے:۔

ہوالشافی: عناب ولائتی ۵ عدد، خاکشی ۳ ماشہ، مویز منقیٰ ۹ عدد، کا جوشاندہ پکائیں اور کشتہ گودنتی نصف رتی اس جوشاندہ کے ہمراہ دیں۔ جب خسرہ کے دانے بخوبی نکل کر واپس ہو جائیں اور بخار بھی رفع ہو جائے تو کمزوری کو دور کرنے کے لیے خمیرہ مروارید استعمال کرائیں۔

برسات کے موسم میں گلے سڑے پھلوں خصوصاً امرود کھانے سے بالکل پرہیز کریں۔ آم اور جامن برسات کے مفید پھل ہیں۔ لیکن

انہیں بھی اعتدال کے ساتھ کھائیں دودھ یا دہی کی لسی کے بجائے پیاس بجھانے کے لیے سرکہ یا لیموں کی سکنجبین استعمال کریں۔ سبز چائے جس میں دارچینی، بادیان خطائی اور الائچی شامل ہو پینا مفید ہے۔ کالی چائے میں بھی دارچینی، الائچی شامل کرکے پئیں۔ کچا دودھ ہرگز نہ پئیں۔ برسات کے موسم میں پانی میں بھی خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے جہاں نل کا پانی بہتر نہ ہو پانی کو جوش دے کر پئیں۔ اور پانی پینے میں زیادتی ہرگز نہ کریں۔

روزمرہ غذا میں کریلے، پیاز، گوشت، بیسن سے بنی ہوئی اشیاء، خشخاس وغیرہ استعمال کریں۔ دوپہر کے کھانے میں دسترخوان پر پیاز، لیموں، اچار، چٹنی، سرکہ ضرور ہونا چاہیئے۔ اس موسم میں موٹے لباس کے بجائے باریک ململ کے کرتے یا قمیص پہنیں۔ تاکہ بدن کو ہوا لگتی رہے۔ روزانہ یا دوسرے دن لباس تبدیل کرنا چاہیے۔ پاؤں میں جرابیں اور بوٹ پہننے کے بجائے ہوا دار جوتے چپل وغیرہ استعمال کریں۔ رات کو کھلے آسمان یا بالکل بند کمرے کے بجائے ہوا دار کمرے، دالان وغیرہ میں کھڑکیاں کھلی چھوڑ کر سوئیں۔

# ازہند دارالعلوم دیوبند

کے

## اجلاس صد سالہ

کے سلسلہ میں

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

کی

خصوصی اشاعت کی

تیاری شروع ہوگئی ہے

• دارالعلوم دیوبند کا مفصل تعارف

• زندگی کے مختلف دوائر میں فرزندان دارالعلوم کی خدمات

• اجلاس صد سالہ سے متعلق شائع ہونے والا لٹریچر اور تقاریر

کے علاوہ

اجلاس صد سالہ کے ورکروں اور دوسرے اکابر و مشائخ کے تاثرات

اور

آنکھوں دیکھا حال

وغیرہ پر یہ اشاعت مشتمل ہوگی

### ہم اپنے قارئین سے توقع رکھیں گے

کہ وہ

• اپنے یہاں کے سٹر کا اجتماع کے تاثرات مختصراً لکھوا کر ارسال کریں

• کاروباری اداروں سے اشتہارات فراہم کریں

• زیادہ سے زیادہ سالانہ خریدار بنا کر ادارہ سے تعاون کریں

• خدائے بزرگ و برتر کے حضور ہم سجدہ ریز ہیں کہ وہ ذات پاک حضرت الامام لاہوریؒ اور حضرت الشیخ بنوریؒ نمبرات کی طرح یہ نمبر بھی شایان شان طریقہ پر مرتب کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم مادر علمی کے خادموں میں شمار ہو سکیں۔

نوٹ:۔ جن سالانہ خریداروں کو حضرت لاہوری نمبر نہیں ملا وہ ایک کارڈ کے ذریعہ نمبر حاصل کرلیں

(ادارہ)

# باپ کا خط بیٹی کے نام (۲)

مولانا سید حبیب الحسن قادری، وکیل ہائی کورٹ بھوپال

## عورت کی دوسری حیثیت

### "بی بی"

میکے سے رخصت ہو کر جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے، مہر کی مالک اور سسرال کی املاک کی حصہ دار بن کر خوش نصیب لڑکی سسرال پہنچتی اور بی بی کی حیثیت حاصل کرتی ہے بی بی کا لقب ہی اس کو واضح کرتا ہے کہ اب اس کا تعلق ایک شوہر اور شوہر کے گھر سے ہے، اس لئے سب سے پہلے اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد سن لو، مردوں کو خطاب کر کے فرمایا جاتا ہے،

لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ط

(تاکہ تم اپنی عورتوں سے تسکین حاصل کرو! ہم نے تم دونوں کے درمیان محبت و الفت کا رشتہ قائم کر دیا ہے

جناب رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں

خیارکم خیارکم لنسائھم

تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو،

استوصوا بالنساء خیرًا،،

مجھ سے وصیت قبول کرو عورتوں کے بارہ میں نرمی اور بھلائی کی،،

ما استفاد المومن بعد تقوی اللہ خیر من زوجۃ الصالحۃ

مومن کے لئے تقویٰ الٰہی کے بعد کوئی نعمت نیک سیرت عورت سے بڑھکر نہیں،،

انما الدنیا متاع ولیس من متاع الدنیا افضل من المرأۃ الصالحۃ،،

دنیا چند روزہ ہے، لیکن اس چند روزہ عیش دنیا میں کوئی شے نیک سیرت بی بی سے بڑھ کر نہیں،،

خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی

تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہو، مجھے دیکھو میں اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہوں،

تم نے دیکھا کہ اللہ پاک نے مردوں کو یہ بشارت دیتے ہوئے کہ ہم نے اپنی طرف سے اس رشتہ ازدواج میں محبت و الفت تو خود ہی ودیعت کر دی ہے اب یہ تمہارا کام ہے کہ اپنی بی بیوں سے تسکین و راحت حاصل کرو، کیسی پر زور سفارش فرمائی ہے جناب رسول کریم صلعم نے ارشاد اول میں مرد کے اچھے اخلاق اور بہتر ہونے کو اس سے مشروط کر دیا ہے کہ وہ اپنی عورتوں کے حق میں اچھا اور بہتر ہو کوئی مرد اگر اپنی بی بی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہیں آتا تو وہ خدا اور اسکے رسول کے نزدیک اچھا قرار نہیں پا سکتا،،

دوسرے ارشاد میں عورتوں کے ساتھ نرمی کرنے کی وصیت فرمائی ہے،،

حضور والا کی محبت جزو ایمان ہے وہ کون مسلمان ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی تعمیل کو اپنے لئے سرمایۂ آخرت اور وسیلۂ مغفرت نہ سمجھے اور کس مسلمان کی جرأت ہو سکتی ہے کہ اس کے خلاف کر کے اپنی آخرت خراب کرے،،

تیسرے ارشاد میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ تقویٰ الٰہی کے بعد کوئی نعمت نیک سیرت بی بی سے بڑھ کر نہیں

اب اس نعمت کی ناقدردانی کرنا کسی مسلمان سے تو نہیں ہو سکتا،،

چوتھے ارشاد میں فرمایا ہے کہ اگرچہ دنیا چند روزہ ہے مگر یہاں کے لذائذ و نعم میں (جو اگرچہ عارضی ہیں) کوئی بھی شے نیک سیرت عورت سے بڑھ کر نہیں

پانچویں حدیث میں اگرچہ ابتدائی الفاظ وہی ہیں جو حدیث اول میں آچکے ہیں مگر آخری ٹکڑے میں خود حضور انور نے اپنے طریق عمل کو واضح کر کے ترغیب و تشویق کے جذبات خفتہ کو بیدار فرمایا ہے

حضور صلعم کا ازواج مطہرات کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اس کی پوری تصویر ان الفاظ کے ساتھ ہی نظروں کے سامنے کھنچ جاتی ہے "مجھے دیکھو" میں اپنے گھر والوں کے حق میں

بہتر ہوں ،،
کتب احادیث میں ان گنت واقعات درج
ہیں ان میں سے ایک چھوٹا سا واقعہ حضور کے
طریق عمل کی توضیح کے لئے درج کئے دیتا ہوں
راوی اس کی حضور صلعم کی بی بی اور تمام مسلمان
مردوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا ہیں ،
فرماتی ہیں کہ ایک شب حضور صلعم میرے بستر
سے باآہستگی اُٹھے، دبے پاؤں چلے، دروازہ
بے آواز کھولا، اور باہر تشریف لے گئے
آگے روایت میں یہ ہے کہ حضور والا جنت
البقیع میں زیارت قبور اور ایصال ثواب
کے لئے تشریف لے گئے تھے،
اس تحریر کی مناسبت سے قابل تذکرہ
باتیں اس قدر ہیں، کہ یہ باآہستگی اُٹھنا، دبے
پاؤں چلنا، کواڑ بے آواز کھولنے کی کوشش
حضور نے کیوں کی، اپنا گھر تھا جس طرح
چاہتے اُٹھتے، چلتے، اور تشریف لے جاتے
لیکن ہر بات اور ہر حرکت میں یہ التزام کیوں
تھا کہ آہٹ نہ ہو، محض اس لئے کہ رفیقہ
حیات (بی بی عائشہ) کی خواب راحت میں
خلل نہ آئے،
اس چھوٹے سے واقعہ سے حضور صلعم کی
حیات طیبہ کے اس مخصوص حصہ پر کہ ازواج
مطہرات کے ساتھ حضور کا برتاؤ کیسا تھا
کافی روشنی پڑتی ہے ،،
حضور والا کی حیات اقدس کی تقلید
ہر مسلمان کا فرض ہے ،،
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ،،
دنیا سے رحلت فرماتے ہوئے بھی حضور والا
نے عورت کی مظلومیت کو فراموش
نہیں فرمایا، مردوں کو ان کے ساتھ
حسن سلوک کی وصیت فرمائی
ان نصائح و وصایا کے باوجود جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت
کی اصلی حیثیت کو جو اس کی شوہر کے گھر
میں ہونا چاہئے اس طرح واضح فرمایا
ہے ، اور حق تو یہ ہے کہ حکومت کا تاج
عورت کے سر پر رکھ کے امارت کی
باگ ہی اس کے ہاتھ دیدی ہے ،،
اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا
عورت اپنے شوہر کے گھر پر حاکم ہے
اب بتاؤ کہ ایک گرہست بی بی کی وہ کون
آرزو باقی رہ جاتی ہے ، جو اسلام نے بوجہ
احسن پوری نہیں کردی ،

## عورت کی تیسری حیثیت
## ،، ماں ،،

جب فضل ایزدی سے عورت دولت
اولاد سے مالا مال ہو کر ماں کا رتبہ حاصل
کرتی ہے تو اسلام اس کو رفعت کی انتہائی
منزل پر پہونچا دیتا ہے کہ خدا کی عبادت
اور رسول کی اطاعت کے بعد اسلام میں
ماں سے زیادہ کوئی ہستی واجب الاحترام
اور ماں سے زیادہ کوئی شخصیت معزز
اور مقدم نہیں ، پیغمبر صلعم فرماتے
ہیں ،،
اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ
جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے
نیچے ہے ،،
کسی صحابی نے عرض کیا کہ ، میں نے اپنی ماں
کو سات حج اس طرح کرائے ہیں کہ بوجہ
ضعیفی اس کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے
لے گیا اور واپس لایا ہوں اب تو میں اس
کے حق سے ادا ہو گیا ،،
ارشاد ہوا کہ ، ابھی تو تم اس کا عوض بھی
نہیں کر سکے کہ اس نے تمہیں گیلے سے اٹھا
کر سوکھے میں سُلایا تھا ،،
ایک دوسرے موقع پر آیا ہے کہ بڑا بدبخت
ہے وہ جس کو ماں باپ یا ان میں سے کسی
کا سایہ نصیب ہو اور وہ اپنی مغفرت
نہ کرالے ،،
قرآن مجید میں کئی جگہ ماں باپ کے ساتھ
حُسن سلوک کا حکم بڑے ہی مؤثر پیرایہ میں
دیا گیا ہے
۱، وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
حُسْنًا ،،
اور انسان کو وصیت کی گئی ہے کہ اپنے والدین
کے ساتھ بھلائی کرے ،
۲، وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
إِحْسَانًا ،،
اور انسان کو وصیت کی گئی ہے کہ اپنے والدین
کے ساتھ احسان کرے ،،
اور اولاد کو حکم دیا گیا کہ والدین کی مغفرت
کے لئے دعا کیا کریں ، اور اس ارشاد میں یہ
بھی یاد دلایا گیا کہ کیوں وہ اس دعا کے
مکلف بنائے گئے ،،
رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي
صَغِيرًا ،،
اے اللہ ان (ماں باپ) پر رحم فرما
جیسا کہ بچپن میں انہوں نے شفقت سے
میری پرورش کی ،،

(باقی ۲۸ پر)

حکیم عطا محمد صاحب بی۔اے

# سگریٹ نوشی

تمباکو نوشی کی تاریخ کچھ قدیم اور مبہم سی ہے یہ کب اور کیسے شروع ہوئی اس کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا۔

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ پہلے پہل جنوبی امریکہ میں اس کا پودا دریافت ہوا، شروع میں لوگوں نے پائپ میں استعمال کرنا شروع کیا، پھر وہاں سے یہ برطانیہ میں پہنچا، برصغیر میں مغلیہ دور سے قبل اس کے آثار ملتے ہیں، مگر بعض کا خیال ہے کہ یہ مغربی تہذیب کے علمبرداروں کے توسط سے دور مغلیہ میں امپورٹ ہوئی مگر یہ حقیقت ہے کہ اس کی کثرت استعمال جتنی آج ہے پہلے کبھی نہ تھی، یہ عادت اب ایک وبا کی صورت میں پھیل چکی ہے ایک وقت تھا کہ جب لوگ چھپ کر پیتے تھے اور کیا مجال کہ لڑکا اپنے بزرگوں کے سامنے۔ یا شاگرد اپنے استاد کے سامنے اس کا مظاہرہ کرے مگر آج جہاں استاد اور پروفیسر دوران تعلیم [illegible] سگریٹ سلگاتے ہیں وہیں شاگرد بھی بے باکانہ استعمال کرتے ہیں

سگریٹ نوشی پر اب تک بے شمار تجربات کئے جا چکے ہیں، ان سے یہ بات بالکل کھل کر سامنے آچکی ہے کہ تمباکو کے استعمال سے ہمارے دوران خون، دل، پھیپھڑوں، ہوا کی نالیوں وغیرہ اعضاء پر خطرناک حد تک برا اثر ہوتا ہے، تمباکو نوشی ایک حد تک کھانسی مزمن، نزلہ، دمہ، سرطان، جیسی مہلک بیماریوں کو جنم دیتی ہے، جب اس کے اثرات، دل، اور خون پر ہوں تو انتشار الدم اور دل کے امراض کا باعث بنتا ہے

محققین کی رائے ہیں جب ایک شخص سگریٹ کا بھرپور کش سے دھواں اندر کھینچتا ہے تو ان خلیات میں ایک ہلکی سی خراش سی آجاتی ہے جو پھیپھڑوں میں سب سے چھوٹے خانوں یا جولقات میں بطور استر کام کرتے ہیں چنانچہ ان جونوں کی دیواریں قدرے دبیز ہو جاتی ہیں اور ان کے قدرتی فعل یعنی لچک میں کمی آجاتی ہے اور اپنا کام کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتی ہیں، یعنی کاربن کو خارج کرنا اور آکسیجن کو جذب کرنا (in-hale or x-hale)

بتدریج وہ شریانیں بھی اثر انداز ہونا شروع ہو جاتی ہیں جو خون کو پھیپھڑوں کی سطح تک پہنچاتی ہیں تاکہ آکسیجن شامل ہو، چنانچہ یہ دھواں کی گیس جو بظاہر انسان کی انگلیوں کو داغدار کر دیتی ہیں بعینہ پھیپھڑوں کی نالی کے اندر بتدریج جمع ہو کر ہلکے بھورے رنگ کی ایک تہ سی بنا دیتی ہیں، یہ تلچھٹ جس کی تہ جم جاتی ہے اور اس سے نہایت ہی باریک ننھی شریانیں بند ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور پھیپھڑوں کے نہایت ہی آخری حصہ میں نالیوں کی دبازت کی وجہ سے خون کا دباؤ قدرے بڑھ جاتا ہے جس سے دل کے فعل میں قدرے بوجھ سا پڑتا محسوس ہوتا ہے، جس کے نتیجہ میں دل کے بائیں بطن کو خون دھکیلنے کے لئے زیادہ زور لگانا پڑتا ہے جو کہ اسے غیر طبعی دباؤ سے مجبوراً کرنا پڑتا ہے، اگر دل پوری طرح صحت مند ہو تو برداشت کر جاتا ہے بصورت دیگر اسے زیادہ محنت اور مزاحمت محسوس کرتا ہے، ایک طرف تو دل کو سخت محنت پر مجبور ہونا پڑتا ہے دوسری طرف سگریٹ کے دھوئیں سے نکلنے والی کاربن مونو آکسائیڈ،،

CARBO-mono-axide

خون کے سرخ خلیوں میں شامل ہو جاتی ہے جس سے آکسیجن لینے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے، پھر تمباکو میں جو نکوٹین زہر خون میں تحلیل ہونے کے بعد جسم میں طبعی تبدیلیوں کا آغاز کر دیتی ہے جس سے دل کی رفتار بڑھ جاتی ہے، دل کی فی منٹ ترسیل خون میں اضافہ کر دیتی ہے نیز یہ نکوٹین شریانوں کے کناروں میں کھچاؤ پیدا کرتا ہے اور دل کی حرکت تیز ہونے کے ساتھ ساتھ مزید آکسیجن کی احتیاج ہوتی ہے جس سے نظام تنفس میں پیچیدگیاں پیدا ہونا

شروع ہو جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں ضیق النفس اور انتشار الدم جیسے پریشان کن امراض جنم لے لیتے ہیں ،، یہ بھی اندازہ لگایا گیا کہ اگر کوئی شخص مسلسل بیس سگریٹ روزانہ پیتا رہے تو یہ تہ جلد دبیز ہونا شروع ہو جاتی ہے نیز ایسا سگریٹ نوش زیادہ بیمار ہوتا ہے ایک عام آدمی کی نسبت ، پھر یہ زہریلے اثرات انسانی جسم پر ایک خاموش اثرات میں زہریلے مادہ کو جنم دیتے ہیں جن کا مداوا العبد میں جاکر ممکن نہیں ہوتا جو بصورت سرطان یا کینسر نمودار ہوتا ہے ،

عالمی ادارہ صحت کے مطابق دنیا میں ہر سال دس لاکھ افراد سگریٹ نوشی کی بدولت لقمہ اجل بن جاتے ہیں ان ہلاک ہونے والوں میں ۲۵ فی صد سرطان پھیپھڑا سے اور باقی دمہ اور دل اور خون کے امراض وغیرہ سے

بعض افراد کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ ہم سگریٹ محض شوقیہ پیتے ، یا محض دماغی سکون کے لئے ، ظاہر ہے کہ جو چیز مضر صحت ہے اسکا شوقیہ استعمال بھی شوقیہ صحت کو برباد کرنے کے مترادف ہی ہوا ، دماغی سکون جو چیز اپنے مہلک اثرات دل اور پھیپھڑوں پر ڈالے وہ دماغی سکون کو کہاں تک مفید ہو گی ، درحقیقت ایسے حضرات اپنی دماغی صلاحیتوں اور اعصابی قویٰ کو بہت جلد یا بدیر برباد کرنے کے درپے ہیں ، جب انسانی دل ہی اپنے نظام دوران خون کو صحیح طور سے انجام دینے میں پورا کردار ادا نہ کریگا ، اور جو قلب اور شریانوں پر اور پھر قلب کی ضربات پر بھی اثر انداز ہوتا ہو کیا دماغی خلفشار اور تھکان کے وقت اگر تمباکو نوشی کی جائے تو کیا برے اثرات ظہور پذیر نہ ہونگے اس سے بے خوابی بڑھیگی تو تسکین کہاں ؟ اور کیا یہ شوقیہ پینے والے اس کے عادی نہ بن جائینگے دیکھنا یہ ہے کہ کیا سگریٹ نوشی انسانی صحت کے لئے مثبت نتائج کا سبب ہے ؟ تو پھر ایسی مضرت رساں شئے کو منہ لگانا کس حد تک جائز ہے ، ہمارے ملک میں بعض لوگ تو اس لت کے خوب رسیا ہیں ، بلکہ بعض حضرات تو اس سے بھی چند قدم آگے ہیں ، دراصل یہ بعض حضرات کو گھن کی طرح لگکر اپنی گرفت میں اتنی کر لیتا ہے کہ پھر اس سے مفر مشکل ہو جاتا ہے اور ان حضرات کی آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب کوئی نہ کوئی موذی مرض جنم لے لیتا ہے ،،

اور اگر مذہبی پہلو سے غور کریں تو کیا ہمیں اسلام منشیات و مسکرات سے نہیں روکتا ، کس حد تک تنبیہ آئی ہے ، کیا آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاز یا ایسی دیگر اشیاء کے استعمال کر کے مسجد میں آنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ طریقہ مبارک رہا ہے کہ جمعہ کے روز خوشبو لگا کر آنا ، عمدہ لباس پہننا وغیرہ ،، زیادہ احسن و مرغوب طبع بھی ہے ، اسی لئے ہر پاک محفل میں سگریٹ نوشی کی ممانعت کی گئی ہے ،،

اور قومی سطح پر اگر دیکھا جائے تو کیا ہمیں یہ ہدایات جگہ بہ جگہ نہیں لکھی ملتیں کہ سگریٹ نوشی منع ہے ریل کے ڈبہ میں ، موٹر بس میں ، بعض ہوٹلوں وغیرہ) اور ہم کس حد تک اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں ، اب تو حکومت کی سطح پر بھی اسکی تشہیر قدرے کم ہو چکی ہے اور ذرائع ابلاغ بھی اس خطرناک عادت کے ترک کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور عالمی طور پر اس کے خلاف آواز بلند ہو رہی ہے بلکہ اس کی سنگینی کو بہت پہلے محسوس کیا جا چکا ہے اور اس کے خلاف جہاد بھی اہل مغرب ہی کی جانب سے شروع ہوا ہے ۔

(باقی ۳۰ پر)

## بقیہ : باپ کا خط

اس پر بھی بس نہیں ، فرمایا۔

اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ

پروردگار عالم کا بھی شکر ادا کرو ، اور اپنے والدین کے بھی شکر گذار رہو ،

اللہ اللہ ، ماں باپ کی عظمت و رفعت کی کوئی انتہا ہے کہ خدائے پاک اپنی شکر گذاری کے ساتھ ماں باپ کی شکر گذاری کا حکم بھی دیتا ہے

ان حالات میں تم غور کرو اور انصاف سے دیکھو کہ خدا کو ماننے والا ، رسول کا پہچاننے والا ، اپنی مغفرت اور نجات کا آرزو مند کون ایسا مسلمان ہو گا جو ماں باپ کی فرمانبرداری میں قصور اور ان کی رضامندی حاصل کرنے میں کوتاہی کریگا

یہ جو کچھ لکھا گیا ۔ ان احسانات عظیم کا ایک مختصر سا تذکرہ ہے ، جو اللہ پاک اور اس کے رسول اکرم اور مقدس مذہب اسلام نے مخصوص ،، عورت ،، پر کئے ہیں ۔

# تعارف و تبصرہ

## سیرت حضرت صدیق اکبرؓ

جماعت صحابہ علیہم الرضوان میں امام الخلفاً جانشین رسول مکرم سیدنا صدیق اکبرؓ کا جو مقام ہے کوئی ذی شعور انسان اس کا انکا نہیں کرسکتا، جس ذات گرامی کی تعریف و توصیف خود رب کائنات نے کی ہو اور جسے سرکار مدینہ نے صدیق و عتیق کا لقب بخشا ہو اس ذات گرامی کی عظمت کا کیا ٹھکانا!

امت کے مختلف افراد نے مختلف اوقات میں اس ذات گرامی کی سیرت و کردار کے متعلق اپنی نگارشات سپرد قلم کیں تاکہ افراد امت اس قدسی صفت بزرگ کا تذکرہ پڑھ کے اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکے

اردو زبان میں جو چند خوبصورت اور بہترین کتابیں لکھی گئیں، ان میں حضرت صدیار جنگ، مولانا حبیب الرحمن خانصاحب شیروانی کی مندرجہ بالا کتاب بھی شامل ہے جسے ہندو پاکستان کے متعدد ناشر اس سے پہلے چھاپ چکے ہیں ہمارے محترم اور مکرم بزرگ جناب محمد مسلم بن برکت اللہ جو اپنے اسلاف اور بزرگوں سے خاص تعلق رکھتے ہیں اور ان کی قیمتی نگارشات چھاپ کر مفت تقسیم کرنے میں ایک مقام پیدا کر چکے ہیں انہوں نے اب یہ کتاب چھاپی ہے جو محض بیس پیسے کے ٹکٹ ارسال کر کے موصوف کے پتے سے منگوائی جا سکتی ہے۔"

محمد مسلم صاحب قبلہ کا یہ کارنامہ لازوال ہے، اور مجھے یقین ہے کہ سرکار مدینہ کے اس سچے خادم و مخلص رفیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے متعلق موصوف کی یہ خدمت ان کے حسنات میں اضافہ اور ترقی درجات کا باعث ہوگی"

**پتہ یہ ہے "محمد مسلم بن برکت اللہ ٹھٹھائی کمپاؤنڈ بندر روڈ کراچی**

## تذکرہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ

برصغیر کا گوشہ گوشہ اکابر اہل اللہ کا ممنون کرم ہے کہ ان کی شبانہ روز کی محنتوں سے اللہ تعالی نے اس خطہ کو اسلام کی روشنی سے منور فرمایا، یہ اکابر اگر اس طرح یہاں محنت نہ کرتے تو نہ معلوم آج اس خطہ کی حقیقت کیا ہوتی —— جن اکابر کی خدمات یہاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ان میں حضرت المخدوم شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ العزیز بھی شامل ہیں جو آج سے ۸۳۔۔ برس قبل ۵۶۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۵ سال اس جہان رنگ و بو میں قیام کر کے ۶۶۱ھ میں اپنے مالک کے حضور پہنچ گئے، حضرت الشیخ قدس سرہ سلسلہ سہروردیہ کے عظیم المرتبت شیخ تھے، جنہیں حضرت شیخ الشیوخ السید شہاب الدین سہروردی قدس سرہ جیسے عارف باللہ سے تلمذ کا شرف حاصل تھا،

آپ نے اپنی تبلیغی اور عملی زندگی کے لئے ملتان کو مرکز بنایا،

ماضی کی تاریخ میں ملتان کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے، اس شہر نے ان گنت انقلاب دیکھے حضرت محمد بن قاسم قدس سرہ جیسے مجاہد اسلام کے قدموں کے نشانات اس شہر میں موجود تھے، اور اکابر علماء و صلحا نے اپنی زندگیاں اس شہر میں گذاری تھیں قرامطہ نے ایک عرصہ تک اس شہر میں کفر و الحاد کا ہنگامہ کھڑا کئے رکھا، اور ۵۷۱ھ میں سلطان محمد غوریؒ کے ہاتھوں انہیں کاری ضرب سے دوچار ہونا پڑا۔ اس قسم کے سنگین حالات میں حضرت شیخ نے ملتان میں کام شروع کیا، آپ نے نہ صرف خانقاہی نظام کو صحیح بنیادوں پر استوار کیا بلکہ علمی اور تبلیغی سرگرمیوں کو بھی منظم کیا اور ملک کے سیاسی و معاشی و معاشرتی حالات کی اصلاح کے لئے بھی بھرپور اور منظم کوشش کی، الغرض ایک فقیر نے اتنا کام کیا کہ تاریخ نے اسکی عظمتوں کو سلام کیا اور دور دراز تک اسکے اثرات پھیلے،

اردو زبان میں حضرت والاشان کا کوئی معقول تذکرہ نہ تھا، مولانا نور احمد خان فریدی نے کمال محنت و جستجو سے یہ تذکرہ

مرتب کیا ہے جس کا ابتدائیہ ملتان کی نامور علمی شخصیت علامہ طالوت نے سپرد قلم کیا ہے جو گویا کتاب کا خلاصہ ہے، یہ کتاب علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب نے بڑے اہتمام اور خوبصورتی سے شائع کی ہے "
ہماری رائے میں محکمہ اوقاف کو اس مسئلہ کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے اور ایسے اکابر و مشائخ کے مستند تذکرے جو تاریخ و تحقیق کی کسوٹی پر پورے اترتے ہوں انہیں التزام کے ساتھ اور کثرت سے شائع کرنا چاہئے تاکہ خلق خدا اپنے اسلاف کے حالات و کارنامہ ہائے حیات پڑھکر اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کر سکے، یہ خوبصورت کتاب -/۳۵ روپے میں علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف شاہی مسجد لاہور سے دستیاب ہے
اس کی اشاعت پر ہم محکمہ اوقاف اور علماء اکیڈمی کے کارپردازوں کو مبارک دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اس سلسلہ کو مزید ترقی دی جائیگی

## حج و زیارات

حافظ محمد یونس صاحب ایک صاحب علم و قلم ہونے کے ساتھ ساتھ حج سے متعلق سرکاری ادارہ میں ایک ذمہ دارانہ منصب پر فائز ہیں ان کی یہ کتاب جسکا پورا نام، حج و زیارات تجربات کی روشنی میں " اصل میں ان کا سفر نامہ ہے جو انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ ترتیب دیا ہے لیکن سفر نامہ کے ساتھ اسمیں قریب قریب وہ سب چیز آگئی ہے جس کی ایک زائر حرم کو ضرورت ہوتی ہے۔
حج ایک مقدس دینی فرض ہے اور ہر سال دنیا کے ہر ملک سے لاکھوں انسان اس مقدس مقام تک پہنچ کر اپنے قلب و نظر کی ٹھنڈک کا اہتمام کرتے ہیں،
لیکن اگر خدانخواستہ صحیح ہدایات کی روشنی میں سارے کام نہ کئے جائیں تو نقصان کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اس قسم کے نقصانات سے بچنے کے لئے علماء نے پہلے بھی بہت کچھ لکھا اور یہ کتاب بھی اسی جذبہ سے لکھی گئی ہے، حج کی فرضیت اس کے معاشی یا سیاسی اور روحانی فوائد اس کی ابتدائی طیاریاں وغیرہ سے لیکر تمام متعلقہ امور و معاملات تک تفصیل اس میں موجود ہے "
جگہ بجگہ قرآن و سنت کے حوالوں سے کتاب کو مزین کیا گیا ہے اور ہر مقام پر پڑھی جانے والی دعائیں شامل کر دی گئی ہیں،
بہر حال زائرین حرم کے لئے یہ کتاب ایک خوبصورت تحفہ ہے، جسکی امید ہے کہ پوری پوری حوصلہ افزائی کیجائیگی،
لاہور کے معروف اور اچھے ناشر نذیر سنز پبلشرز ۴۸ اردو بازار لاہور نے یہ کتاب بڑی خوبصورتی سے چھاپی ہے جو -/۱۰ روپیہ میں دستیاب ہے،

## تندرستی کے راز

جناب حکیم نور احمد صاحب لاہور کے قدیم اطباء میں سے ہیں آپ کا مطب ایک عرصہ سے مریضوں کا مرجع ہے، جہاں آپ بڑی محنت اور خلوص سے علاج کرتے ہیں، علاج کے ساتھ ہی آپ وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں اور جو لکھتے ہیں وہ خوب لکھتے ہیں آپ کا زیر تبصرہ رسالہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے جس میں آپ نے کمال محنت سے انسانی جسم کی صحت و تندرستی کے سلسلہ میں مختصر اور جامع اور دلنشین اصول بیان کئے ہیں
کتاب کی زبان بہت سادہ اور آسان ہے جس سے معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے
اور جو اصول و ضوابط ہیں وہ بھی ایسے ہیں جن سے ہر امیر و غریب برابر استفادہ کر سکتا ہے۔
آج جبکہ صحت عامہ کا مسئلہ ایک سنگین صورت اختیار کر چکا ہے اس قسم کا لٹریچر بڑا مؤثر اور مفید ہو سکتا ہے۔
یہ رسالہ -/۴ روپیہ میں مکتبہ نور الصحت ۱۔۳۰ عبد الکریم روڈ قلعہ شاہ فیصل لاہور سے دستیاب ہے

---

بقیہ : سگریٹ نوشی

آئیے ہم اس عادت کو خیرباد کہنے کا عہد کریں، اور اس طرح افرادی اور قومی صحت کو برباد ہونے سے بچائیں اس کی کاشت و پرداخت پر پابندی لگائیں، اس کی صنعت سازی کی حوصلہ افزائی نہ کریں، اور اس کے مضر اثرات کو عام فہم انداز میں پیش کرتے

---

اے زمین دیوبند! اے مرکز اہل نظر
حق پسند و حق شناس و حق شعار و حق نگر

## بقیہ : احادیث الرسول ؐ

قرآن عزیز کے پارہ چوبیس کی دوسری آیت گواہ ہے وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ معاندین و حاسدین صحابہ تک اس بات کے معترف ہیں کہ "و صدّق بہٖ" سے مراد آپ ہی کی ذات گرامی ہے قرآن عزیز کی سورۃ لیل میں بھی آپ کے انفاق فی سبیل اللہ کے ضمن میں آپ کی تعریف کی گئی ہے۔ قبول اسلام میں اولیت واقعہ معراج کے بعد ابوجہل کی زبان سے واقعہ سن کر حضور علیہ السلام کی تصدیق فرمانا ایسے ان گنت واقعات ہیں جو آپ کے لقب صدیق کے شاہد ہیں۔ آپ کی بے پناہ خوبیوں کی اس سے بڑھ کر کیا اہمیت ہوسکتی ہے کہ خود آپ کے آقا و مولیٰ آپ کی تعریف فرماتے ہیں۔ حتیٰ کہ جس بیماری میں سرکار مدینہ کا سانحۂ ارتحال پیش آیا۔ اس کے موقعہ پر فرمایا کہ مسجد نبوی کی طرف جن جن لوگوں کی کھڑکیاں اور دروازے کھلتے ہیں سب بند کر دئے جائیں سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے! اور یہ بھی اسی وقت کی بات ہے جب حضور علیہ السلام زیادہ بیمار تھے اور مسجد میں تشریف آوری مشکل تھی تو فرمایا کہ ابوبکرؓ کو کہہ کر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی رقتِ قلب کا عذر کیا تو آپ نے فرمایا ـــــ نہیں وہی یہ کام کریں گے اور جیسا کہ ابتدائی حدیث میں گذرا اس سے بڑھ کر کوئی سند نہیں ہوسکتی، کہ سرکارؐ نے فرمایا کہ جس جماعت میں ابوبکرؓ موجود ہوں اس کی امامت کوئی دوسرا کرے یہ بات زیبا ہی نہیں۔

حضور نبی اکرم علیہ السلام کا آپ کو امام الصلوٰۃ بنانا درحقیقت آپ کی خلافت کی طرف ایک لطیف اشارہ تھا اور صحابہ علیہم الرضوان نے اسے اشارہ ہی سمجھا کیونکہ ان کے نزدیک جو اہم ترین فرض خداوندی کی پاسداری کا مستحق ہوسکتا ہے اس سے بڑھ کر قوم کے امور و معاملات کا کون مستحق ہوسکتا ہے؟ اسی وجہ سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا۔ جب بعض لوگوں نے خلافت کے لیے آپ کا نام پیش کیا کہ ابوبکر صدیقؓ کی موجودگی میں میں امیر و امام بنوں یہ ناممکن ہے

الغرض قرآن و حدیث اور حضرات صحابہ علیہم الرضوان کے آثار مبارکہ کی رو سے "ابوبکرؓ" کا جو مقام ہے پوری امت میں وہ کسی کو نصیب نہیں۔ بلاشبہ وہ "امن الناس بر مولائے مولا" اور ذات رسالت کے بعد امت کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔